سُوْرَةُ النُّوْرِ

سُوْرَةُ النُّوْرِ ۲۴ مَدَنِيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○	اٰيَاتُهَا ۶۴ رُكُوْعَاتُهَا ۹
سورہ نور مدینہ میں نازل ہوئی اس کی	شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے	چونسٹھ آیتیں اور نو رکوع ہیں

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ① اَلزَّانِيَةُ وَ

یہ ایک سورت ہے کہ ہمنے اُتاری اور ذمہ پر لازم کی اور اُتاریں اُس میں باتیں صاف تاکہ تم یاد رکھو ف۱ بدکاری کرنیوالی عورت اور

الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۖ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ

مرد سو مارو ہر ایک کو دونوں میں سے سَو سَو دُرّے ف۲ اور نہ آوے تم کو اُن پر ترس اللہ کے حکم چلانے

اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ② اَلزَّانِيْ

میں اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر ف۳ اور دیکھیں اُن کا مارنا کچھ لوگ مسلمان ف۴ بدکار مرد

لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً ۚ وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ ۚ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى

نہیں نکاح کرتا مگر عورت بدکار سی یا شرک والی سے اور بدکار عورت سی نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک ف۵ اور یہ حرام ہوا ہے ایمان

الْمُؤْمِنِيْنَ ③ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ

والوں پر ف۶ اور جو لوگ عیب لگاتے ہیں حفاظت والیوں کو پھر نہ لائے چار مرد شاہد ف۷ تو مارو اُن کو اسّی

جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ④

دُرّے اور نہ مانو اُن کی کوئی گواہی کبھی ف۸ اور وہی لوگ ہیں نافرمان ف۹

(۱) **سورۂ نور کی فضیلت کا بیان** یہ سورت بعض نہایت ضروری احکام وحدود، امثال ومواعظ، حقائق توحید اور بہت ہی اہم تنبیہات واصلاحات پر مشتمل ہے۔ اس کا سب سے زیادہ ممتاز اور سبق آموز حصہ وہ ہے جس کا تعلق قصہ "افک" سے ہے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر منافقین نے جو جھوٹی تہمت لگائی تھی اس میں بعض سادہ دل اور مخلص مسلمانوں کے پائے استقامت کو بھی قدرے لغزش ہوگئی تھی۔ جس کا خطرناک اثر نہ صرف عائشہ صدیقہ کی پوزیشن پر پڑتا تھا، بلکہ ایک حیثیت سے خود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ مجد وشرف تک پہنچتا تھا، اس لئے ضروری ہوا کہ قرآن کریم پورے اہتمام اور قوت سے ایسی خوفناک غلط کاری یا غلط فہمی کی اصلاح کرے اور ہمیشہ کے لئے ایمانداروں کے کان کھول دے کہ آئندہ کبھی دشمنوں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر ایسی ٹھوکر نہ کھائیں۔ پیغمبر علیہ السلام کا مرتبہ رفیع یا امہات المومنین کی پاک ومحترم حیثیت ایسی نہیں جس کے سمجھنے اور یاد رکھنے میں کوئی مسلمان کسی وقت بھی

ف۱ اُن کی سزا کو۔ ف۲ پاکدامنوں کو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

ذرا سا تساہل روا رکھے۔ شاید اسی لئے سورت کا آغاز ان الفاظ سے فرمایا "سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا الخ" تا مخاطبین سمجھ لیں کہ اس کے مضامین ایک خاص اہمیت رکھتے ہیں اور بہت زیادہ محفوظ رکھنے اور لازم پکڑنے کے مستحق ہیں۔ اور جو صاف صاف نصیحتیں اور کھری کھری باتیں اس سورت میں بیان فرمائی گئی ہیں، اس لائق ہیں کہ ہر مسلمان اُن کو حرزِ جان بنائے اور یاد رکھے۔ ایک منٹ کے لئے اس سے غفلت نہ کرے۔ ورنہ دین و دنیا کی تباہی ہے۔

(۲) **زنا کرنے والوں کی سزا** یہ سزا اس زانی اور زانیہ کی ہے جو آزاد، عاقل، بالغ ہو اور نکاح کئے ہوئے نہ ہو یا نکاح کرنے کے بعد ہم بستری نہ کر چکے ہوں۔ اور جو آزاد نہ ہو اس کے پچاس دُرّے لگتے ہیں، اس کا حکم پانچویں پارہ کے اوّل رکوع کے ختم پر مذکور ہے۔ اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلف ہی نہیں۔

محصن کون ہے؟ اور جس مسلمان میں تمام صفتیں موجود ہوں (حُریت، بلوغ، عقل، نکاح اور ہمبستری سے فراغ) ایسے شخص کو "محصن" کہتے ہیں۔ اس کی سزا "رجم" (سنگسار کرنا) ہے۔ جیسا کہ سورہ مائدہ میں "تورات" کے حوالہ سے فرمایا "وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ" الخ اور وہ حکم اللہ رجم تھا جیسا کہ وہاں کے فوائد میں گذر چکا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے موافق فیصلہ کیا اور فرمایا "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَوَّلُ مَنْ اَحْيَا اَمْرَكَ اِذْ اَمَاتُوْهُ" (خدایا! میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا جبکہ وہ اُسے مٹا چکے تھے) پھر نہ صرف ان یہود کو بلکہ جس قدر واقعات اس قسم کے پیش آئے ان سب میں زانی محصن کو آپ نے یہی رجم کی سزا دی، اور آپ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل برابر اسی قانون رجم پر رہا۔ بلکہ اہل السنّت والجماعت میں کسی ایک شخص نے بھی اس سے اختلاف کی جرأت نہ کی۔ گویا سنت متواترہ اور اجماع اہل حق نے بتلا دیا کہ اس مسئلہ میں شریعت محمدیہ نے تورات کے حکم کو باقی رکھا ہے۔ جیسا کہ قتل عمد کی سزا قتل ہونا قرآن کریم نے بحوالۂ تورات بیان فرمایا تھا۔ "وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ الخ" اور مرتدین کے قتل کا بنی اسرائیل کو حکم دینا سورہ "بقرہ" میں بیان کیا گیا۔ "فَتُوْبُوْٓا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ" پھر ان ہی احکام کو اُمّتِ محمدیہ کے حق میں بھی قائم رکھا گیا۔ شاید رجم محصن اور مسئلہ قصاص کو نقل کرنے کے بعد جو بڑی شدت و تاکید سے ترک حکم بما انزل اللہ کی بُرائی بیان فرمائی اور آخر میں ارشاد ہوا "وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ الخ" اس سے یہی غرض ہو کہ تورات کے یہ احکام اب قرآن کے زیر حفاظت ہیں جن کے قائم رکھنے میں پیغمبر کو کسی کی اہواء و آراء کی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ چنانچہ نہ آپ نے پروا کی نہ آپ کے خلفاء نے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب رجم محصن کے متعلق یہ اندیشہ ہوا بلکہ مکشوف ہو گیا کہ آگے چل کر بعض زائغین اس کا انکار کرنے لگیں گے (چنانچہ خوارج نے اور ہمارے زمانہ کے ایک ممسوخ فرقہ نے کیا) تو آپ نے منبر پر چڑھ کر صحابہ و تابعین کے مجمع میں اس حکم خداوندی کا بہت شد و مد سے اعلان فرمایا اور اس میں قرآن کی ایک آیت کا حوالہ دیا جس میں رجم محصن کا صریح حکم تھا اور جس کی تلاوت گو بعد میں منسوخ ہو گئی مگر حکم برابر باقی رہا۔ (تنبیہ) کسی آیت کا محض منسوخ التلاوت ہونا اور حکم باقی رہنا یہ ایک مستقل مسئلہ ہے جس کی تحقیق اِن مختصر فوائد میں درج نہیں ہو سکتی۔ انشاء اللہ العزیز اگر مستقل تفسیر قرآن لکھنے کی نوبت آئی تو وہاں لکھا جائیگا۔

(۳) **مجرم پر ترس کھا کر سزاؤں میں تبدیلی کی ممانعت** یعنی اگر اللہ پر یقین رکھتے ہو تو اُس کے احکام و حدود جاری کرنے میں کچھ پس و پیش نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ مجرم پر ترس کھا کر سزا بالکل روک لو یا اُس میں کمی کرنے لگو۔ یا سزا دینے کی ایسی ہلکی اور غیر مؤثر طرز اختیار کرو کہ سزا سزا نہ رہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق اور تم سے زیادہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اُس کا کوئی حکم سخت ہو یا نرم مجموعہ عالم کے حق میں حکمت و رحمت سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اگر تم اس کے احکام و حدود کے اجراء میں کوتاہی کرو گے تو آخرت کے دن تمہاری پکڑ ہو گی۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴) **منظرِ عام پر سزا دینے کا حکم** | یعنی سزا تنہائی میں نہیں، مسلمانوں کے مجمع میں دینی چاہئے کیونکہ اُس رسوائی میں سزا کی تکمیل و تشہیر اور دیکھنے سننے والوں کے لئے سامان عبرت ہے۔ اور شاید یہ بھی غرض ہو کہ دیکھنے والے مسلمان اس کی حالت پر رحم کھا کر عفو و مغفرت کی دُعا کریں گے واللہ اعلم۔

(۵) **فعلِ زنا کی شناعت** | زنا کی سزا ذکر کرنے کے بعد اس فعل کی غایت شناعت بیان فرماتے ہیں۔ یعنی جو مرد یا عورت اس عادت شنیع میں مبتلا ہیں حقیقت میں وہ اس لائق نہیں رہتے کہ کسی عفیف مسلمان سے اُن کا تعلق ازدواج و ہمبستری قائم کیا جائے۔ اُن کی پلید طبیعت اور میلان کے مناسب تو یہ ہے کہ ایسے ہی کسی بدکار و تباہ حال مرد و عورت سے یا اُن سے بھی بدتر کسی مشرک و مشرکہ سے اُنکا تعلق ہو۔

زانی اور زانیہ کا نکاح | کما قال تعالیٰ۔ اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ (سورۂ نور) کند ہمجنس با ہمجنس پرواز، کبوتر با کبوتر باز با باز۔ اُن کی حرکت کا اصلی اقتضاء تو یہ ہی تھا۔ اب یہ جُداگانہ امر ہے کہ حق تعالیٰ نے دوسری مصالح و حکم کی بناء پر کسی نام نہاد مسلمان کا مشرک و مشرکہ سے عقد جائز نہیں رکھا۔ یا مثلاً بدکار مرد کا پاکباز عورت سے نکاح ہو جائے تو بالکل باطل نہیں ٹھہرایا (تنبیہ) آیت کی جو تقریر ہم نے کی وہ بالکل سہل اور بے تکلف ہے اس میں "لَا يَنْكِحُ" کے معنی وہ لئے گئے جو "لَا يَكْذِبُ" وغیرہ محاورات میں لئے جاتے ہیں۔ یعنی نفی لیاقت فعل کو نفی فعل کی حیثیت دیدی گئی۔ فافہم واستقم۔

(۶) **یعنی زنا مومنین پر حرام ہے** | ایک مومن مومن رہتے ہوئے یہ حرکت کیسے کریگا۔ حدیث میں ہے "لَا يَزْنِي الزَّانِي حِيْنَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ" یا یہ مطلب ہو کہ زانیہ سے نکاح کرنا اُن پاکباز مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے جو صحیح اور حقیقی معنوں میں مومنین کہلانے کے مستحق ہیں۔ یعنی تکوینی طور پر ان کے پاک نفوس کو ایسی گندی جگہ کی طرف مائل ہونے سے روک دیا گیا ہے۔ اس وقت "حُرِّمَ" کے معنی وہ ہونگے جو "حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ" میں، یا "حَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا" میں لئے گئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۷) **پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت کا بیان** | یعنی ایسی پاکدامن عورتوں کو زنا کی تہمت لگائیں جن کا بدکار ہونا کسی دلیل یا قرینہ شرعیہ سے ثابت نہیں۔ اس کی سزا بیان فرماتے ہیں اور یہ ہی حکم پاکباز مردوں پر تہمت لگانے کا ہے۔ چونکہ یہ آیات ایک عورت کے قصہ میں نازل ہوئیں اس لئے اُن ہی کا ذکر فرمایا، اگر چار گواہ پیش کر دیے اور اُن کی شہادت بقاعدہ شریعت پوری اُتری تو مقذوف یا متقذوفہ پر حد زنا جاری کی جائے گی۔

(۸) **حدِّ قذف کا بیان** | یہ سزا قاذف (تہمت لگانے والے) کی ہوئی کہ (مقذوف کے مطالبہ پر) اسّی دُرّے لگائے جائیں اور آئندہ ہمیشہ کے لئے (معاملات) میں مردود الشہادت قرار دیا جائے حنفیہ کے نزدیک توبہ کے بعد بھی اُس کی شہادت معاملات میں قبول نہیں کی جا سکتی۔

(۹) **تہمت ثابت نہ کرنے والے فاسق ہیں** | اگر واقع میں جان بوجھ کر جھوٹی تہمت لگائی تھی تب تو اُن کا فاسق و نافرمان ہونا ظاہر ہے اور اگر واقعی سچ بیان کیا تھا لیکن جانتے تھے کہ چار گواہوں سے ہم اپنا دعویٰ ثابت نہیں کر سکیں گے تو ایسی بات کا اظہار کرنے سے بجز ایک مسلمان کی آبروریزی اور پردہ دری کے کیا مقصود ہوا جو بجائے خود ایک مستقل گناہ ہے اور علماء نے اُس کو کبائر میں شمار کیا ہے۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ

مگر جنہوں نے توبہ کرلی اس کے پیچھے اور سنور گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۰ اور جو لوگ عیب لگائیں اپنی

اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ

جورؤں کو ف۱۱ اور شاہد نہ ہوں انکے پاس سوائے انکی جان کے تو ایسی شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھا کر مقرر

Brought To You By www.e-iqra.info

لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٦ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٧ وَيَدْرَؤُا

وہ شخص سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اس شخص پر اگر ہو وہ جھوٹا اور عورت سے ٹل

عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝٨ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ

جائیگی مار یوں کہ وہ گواہی دے چار گواہی اللہ کی قسم کھا کر کہ مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچویں یہ کہ

غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَآ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝٩ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ

اللہ کا غضب آئے اس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے ف۱۲ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اسکی رحمت اور یہ کہ

اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ ۝١٠ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ۭ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ۭ بَلْ ع ۱۰

اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتیں جاننے والا تو کیا کچھ نہ ہوتا ف۱۳ جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان ف۱۴ تمہیں میں ایک جماعت ہیں ف۱۵ تم اس کو نہ سمجھو برا اپنے حق میں بلکہ

هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ

یہ بہتر ہے تمہارے حق میں ف۱۶ ہر آدمی کے لئے ان میں سے وہ ہے جتنا اس نے گناہ کمایا اور جس نے اٹھایا ہے اس بڑا بوجھ اس کے

عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝١١ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا

واسطے بڑا عذاب ہے ف۱۷ کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال اور کہا ہوتا

هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝١٢ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ

یہ صریح طوفان ہے ف۱۸ کیوں نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے شاہد

فَاُولٰۗىِٕكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝١٣

تو وہ لوگ اللہ کے یہاں وہی ہیں جھوٹے ف۱۹

(۱۰) یعنی توبہ اور اصلاح حال کے بعد اللہ کے نافرمان بندوں میں اس کا شمار نہ رہیگا۔ گو پچھلے قذف کی سزا میں مردود الشہادت پھر بھی رہے یہ ہی مذہب سلف میں سے قاضی شریح، ابراہیم نخعی، سعید بن جبیر، مکحول، عبدالرحمٰن بن زید بن جابر، حسن بصری، محمد بن سیرین اور سعید ابن المسیّب رحمہم اللہ کا ہے۔ کما فی الدر المنثور و ابن کثیر۔

(۱۱) **بیویوں پر تہمت** یعنی زنا کی تہمت لگائے یا اپنے بچّہ کو کہے کہ یہ میرے نطفہ سے نہیں۔

(۱۲) **لعان کا قانون** یعنی جو اپنی بیوی پر زناء کی تہمت لگائے اولاً اس سے چار گواہ طلب کئے جائیں گے اگر پیش کردے تو عورت پر حد زنا جاری کردی جائے گی۔ اگر گواہ نہ لاسکا تو اُس کو کہا جائیگا کہ چار مرتبہ قسم کھا کر بیان کرے کہ وہ اپنے دعوے میں سچّا ہے (یعنی جو تہمت اپنی بیوی پر لگائی ہے اس میں جھوٹ نہیں بولا) گویا چار گواہوں کی جگہ خود اُس کی یہ چار حلفیہ شہادتیں ہوئیں اور آخر میں پانچویں مرتبہ یہ الفاظ کہنے ہونگے کہ "اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہو تو اُس پر خدا کی لعنت اور پھٹکار" اگر الفاظ مذکورہ بالا کہنے سے انکار کرے تو حبس کیا جائیگا اور حاکم اس کو مجبور کریگا کہ یا اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے، تو حد قذف لگے گی جو اُوپر گذری۔ اور یا پانچ مرتبہ وہ ہی الفاظ کہے جو اوپر مذکور ہوئے۔ اگر کہہ لئے تو پھر عورت سے کہا جائیگا کہ وہ چار مرتبہ قسم کھا کر بیان کرے کہ "یہ مرد تہمت لگانے میں جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ یہ الفاظ کہے کہ "اللہ کا غضب آوے اُس عورت پر اگر یہ مرد اپنے دعوے میں سچّا ہو" تاوقتیکہ عورت یہ الفاظ نہ کہے گی اُس کو قید میں رکھیں

Brought To You By www.e-iqra.info

گے اور مجبور کریں گے کہ یا صاف طور پر مرد کے دعوے کی تصدیق کرے تب تو حدِ زنا اُس پر جاری ہوگی، اور یا بالفاظ مذکورہ بالا اُس کی تکذیب کرے۔ اگر اس نے بھی مرد کی طرح یہ الفاظ کہہ دیے اور "لعان" سے فراغت ہوئی تو اُس عورت سے صحبت اور دواعی صحبت سب حرام ہو گئے پھر اگر مرد نے اس کو طلاق دیدی فبہا ورنہ قاضی اُن میں تفریق کردے۔ گو دونوں رضامند نہ ہوں یعنی زبان سے کہہ دے کہ میں نے اُن میں تفریق کی۔ اور یہ تفریق طلاق بائن کے حکم میں ہوگی۔ (تنبیہ) زوجین سے اس طرح الفاظ کہلوانے کو شریعت میں "لعان" کہتے ہیں اور لعان صرف قذف ازواج کے ساتھ مخصوص ہے عام محصنات کے قذف کا وہ ہی حکم ہے جو اُوپر کی آیات میں مذکور ہو چکا۔

(۱۳) **لعان کا حکم اللہ کا بڑا فضل ہے** یعنی اگر یہ حکم لعان مشروع نہ ہوتا تو قذف کے عام قاعدہ کے موافق زوج پر حد قذف آتی اور یا ساری عمر خون کے گھونٹ پیتا۔ کیونکہ ممکن ہے وہ سچا ہو۔ بخلاف غیر شوہر کے کہ وہ اظہار میں مضطر نہیں، اس لئے اُس کے قانون میں ان امور کی رعایت ضرور نہیں دوسری طرف اگر محض خاوند کے قسمیں کھانے پر زنا کا ثبوت ہو جایا کرتا تو عورت کی سخت مصیبت تھی۔ حالانکہ ممکن ہے وہ ہی سچی ہو۔ اسی طرح اگر عورت کو قسمیں کھانے پر یقیناً بری سمجھ لیا جاتا تو مرد پر حد قذف واجب ہو جاتی باوجودیکہ اُسکے صادق ہونے کا بھی مساوی احتمال موجود ہے۔ پس ایسے طور پر لعان کا مشروع کرنا کہ سب کی رعایت رہے یہ اثر ہے حق تعالیٰ کے فضل و رحمت اور حکمت کا، کیونکہ فریقین میں سے جو سچا ہو وہ بے محل سزا سے بچ گیا۔ اور جھوٹے کی دنیا میں پردہ پوشی کر کے مہلت دی گئی کہ شاید توبہ کرلے۔ پھر اس کی توبہ کا قبول کر لینا یہ اثر صفت توابیت کا ہوا۔

(۱۴) **واقعہ افک** یہاں سے اُس طوفان کا ذکر ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ پر اٹھایا گیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶ سنہ میں غزوہ بنی المصطلق سے واپس مدینہ تشریف لا رہے تھے، حضرت عائشہ صدیقہ بھی ہمراہ تھیں، اُن کی سواری کا اونٹ علیحدہ تھا، وہ ہودہ میں پردہ چھوڑ کر بیٹھ جاتیں۔ جمال ہودے کو اونٹ پر باندھ دیتے۔ ایک منزل پر قافلہ ٹھہرا ہوا تھا، کوچ سے ذرا پہلے حضرت عائشہ کو قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئی۔ جس کے لئے قافلہ سے علیحدہ ہو کر جنگل کی طرف تشریف لے گئیں، وہاں اتفاق سے اُن کا ہار ٹوٹ کر گر گیا۔ اُس کی تلاش میں دیر لگ گئی یہاں پیچھے کوچ ہو گیا۔ جمال حسب عادت اُونٹ پر ہودہ باندھنے آئے اور اس کے پردے پڑے رہنے سے گمان کیا کہ حضرت عائشہ اُس میں تشریف رکھتی ہیں۔ اُٹھاتے وقت بھی شبہ نہ ہوا کیونکہ ان کی عمر تھوڑی تھی اور بدن بہت ہلکا پھلکا تھا۔ غرض جمالوں نے ہودہ باندھ کر اُونٹ کو چلتا کر دیا۔ حضرت عائشہ واپس آئیں تو وہاں کوئی نہ تھا۔ نہایت استقلال سے انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ یہاں سے اب جانا خلافِ مصلحت ہے۔ جب آگے جا کر میں نہ ملونگی تو یہیں تلاش کرنے آئیں گے۔ آخر وہیں قیام کیا، رات کا وقت تھا، نیند کا غلبہ ہوا وہیں لیٹ گئیں۔

حضرت صفوان بن معطلؓ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ گرے پڑے کی خبر گیری کی غرض سے قافلہ کے پیچھے کچھ فاصلہ سے رہا کرتے تھے، وہ اس موقع پر صبح کے وقت پہنچے۔ دیکھا کوئی آدمی پڑا سوتا ہے۔ قریب آکر پہچانا کہ حضرت عائشہ ہیں (کیونکہ پردہ کا حکم آنے سے پہلے انہوں نے انکو دیکھا تھا) دیکھ کر گھبرا گئے اور "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا جس سے اُن کی آنکھ کھل گئی۔ فوراً چہرہ چادر سے ڈھانک لیا۔ حضرت صفوانؓ نے اونٹ ان کے قریب لا کر بٹھلا دیا۔ یہ اُس پر پردہ کے ساتھ سوار ہو گئیں۔ انہوں نے اُونٹ کی نکیل پکڑ کر دوپہر کے وقت قافلہ میں جا ملایا۔

عبداللہ بن اُبَی کی شرارت عبداللہ بن ابی بڑا خبیث بد باطن اور دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، اُسے ایک بات ہاتھ لگ گئی اور بدبخت نے واہی تباہی بکنا شروع کیا۔ اور بعض بھولے بھالے مسلمان بھی (مثلاً مردوں میں سے حضرت حسّان، حضرت مسطح، اور عورتوں میں سے حضرت حمنہ بنت جحش) منافقین کے مغویانہ پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر اس قسم کے افسوسناک تذکرے کرنے لگے۔ عموماً مسلمانوں

Brought To You By www.e-iqra.info

کو اور خود جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کے واہیات تذکروں اور شہرتوں سے سخت صدمہ تھا۔ ایک مہینہ تک یہ ہی چرچا رہا حضور سُنتے اور بغیر تحقیق کچھ نہ کہتے مگر دل میں خفا رہتے۔ ایک ماہ بعد اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس شہرت کی اطلاع ہوئی شدت غم سے بیتاب ہوگئیں اور بیمار پڑ گئیں۔ شب و روز روتی تھیں۔ ایک منٹ کے لئے آنسو نہ تھمتے تھے۔ اسی دوران میں بہت سے واقعات پیش آئے اور گفتگوئیں ہوئیں جو صحیح بخاری وغیرہ میں مذکور ہیں اور پڑھنے کے قابل ہیں۔ آخر حضرت صدیقہ کی براءت میں خود حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورہ "نور" کی یہ آیتیں "اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ الخ" سے دور تک نازل فرمائیں۔ جس پر عائشہ صدیقہ فخر کیا کرتی تھیں اور بلاشبہ جتنا فخر کریں تھوڑا تھا۔

(۱۵) **سازش کرنے والے تمہاری ہی جماعت کے لوگ ہیں** یعنی طوفان اٹھانیوالے خیر سے وہ لوگ ہیں جو جھوٹ یا سچ اسلام کا نام لیتے اور اپنے کو مسلمان بتلاتے ہیں اُن میں سے چند آدمیوں نے مل کر یہ سازش کی اور کچھ لوگ نادانستہ اُنکی عیارانہ سازش کا شکار ہوگئے تاہم خدا کا احسان ہے کہ جمہور مسلمان اُن کے جال میں نہیں پھنسے۔

(۱۶) **مُسلمانوں کی تسلّی** یہ خطاب اُن مسلمانوں کی تسلی کے لئے ہے جنہیں اس واقعہ سے صدمہ پہنچا تھا بالخصوص عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور اُن کا گھرانا کہ ظاہر ہے وہ سخت غمزدہ اور پریشان تھے۔ یعنی گو بظاہر یہ چرچا بہت مکروہ، رنجدہ اور ناخوشگوار تھا۔ لیکن فی الحقیقت تمہارے لئے اس کی تہ میں بڑی بہتری چھپی ہوئی تھی۔ آخر اتنی مدت تک ایسے جگر خراش حملوں اور ایذاؤں پر صبر کرنا کیا خالی جا سکتا ہے کیا یہ شرف تھوڑا ہے کہ خود حق تعالیٰ نے اپنے کلام میں تمہاری نزاہت و براءت اُتاری۔ اور دشمنوں کو رسوا کیا اور قیامت تک کے لئے تمہارا ذکر خیر قرآن پڑھنے والوں کی زبان پر جاری کر دیا۔ اور مسلمانوں کو پیغمبر علیہ السلام کی ازواج و اہل بیت کا حق پہچاننے کے لئے ایسا سبق دیا جو کبھی فراموش نہ ہو سکے۔ فللہ الحمد علیٰ ذلک۔

(۱۷) **عبداللہ بن اُبَیّ کیلئے عذاب عظیم** یعنی جس شخص نے اس فتنہ میں جس قدر حصّہ لیا اُسی قدر گناہ سمیٹا اور سزا کا مستحق ہوا۔ مثلاً بعض خوش ہو کر اور خوب مزے لے کر ان واہیات باتوں کا تذکرہ کرتے تھے بعض اظہار افسوس کے طرز میں ..... بعض چھیڑ کر مجلس میں چرچا اٹھا دیتے، اور آپ خود چُپکے سُنا کرتے۔ بعض سُن کر تردد میں پڑ جاتے، بہت سے خاموش رہتے اور بہت سے سُن کر جھٹلا دیتے۔ ان پچھلوں کو پسند فرمایا اور سب کو درجہ بدرجہ کم و بیش الزام دیا۔ اور بڑا بوجھ اُٹھانیوالا منافقوں کا سردار عبداللہ بن اُبَیّ تھا جیسا کہ روایات کثیرہ میں تصریح ہے۔ یہ ہی خبیث لوگوں کو جمع کرتا اور اُبھارتا اور نہایت چالاکی سے خود دامن بچا کر دوسروں سے اُس کی اشاعت کرایا کرتا تھا۔ اُس کے لئے آخرت میں بڑا عذاب تو ہے ہی، دنیا میں بھی ملعون خوب ذلیل و رسوا ہوا اور قیامت تک اسی ذلت و خواری سے یاد کیا جائیگا۔

(۱۸) **بے ثبوت بہتان کی تصدیق** مسلمان کو چاہئے کہ اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے ساتھ حُسن ظن رکھے۔ اور جب سُنے کہ لوگ ایک نیک شخص پر یوں ہی رجماً بالغیب بُری تہمتیں لگاتے ہیں تو اپنے دل میں ایسے خیالات کو راہ نہ دے بلکہ اُنکو جھٹلائے۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی پیٹھ پیچھے بھائی مسلمان کی مدد کرے۔ اللہ پیٹھ پیچھے اس کی مدد کرے گا۔ بے تحقیق تہمتیں تراشنا ایمان سے بعید ہے۔ چاہئے کہ ہر دوسروں کی آبرو کو قیاس کرے۔ جیسا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ وغیرہ نے قصہ "افک" میں کیا ایک روز اُن کی بیوی نے کہا کہ لوگ عائشہ صدیقہ کی نسبت ایسا کہتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ جھوٹے ہیں۔ کیا ایسا کام تو کر سکتی ہے؟ بولی ہرگز نہیں۔ فرمایا پھر (صدیق کی بیٹی اور نبی کی بیوی) عائشہ صدیقہ تجھ سے کہیں بڑھ کر پاک و صاف اور طاہر و مطہّر ہیں، اُن کی نسبت بے وجہ ایسا گمان کیوں کیا جائے

(۱۹) **بدکاری تہمت لگا کر چار گواہ پیش نہ کرنا** یعنی اللہ کے حکم اور اُس کی شریعت کے موافق وہ لوگ جھوٹے قرار دیے گئے ہیں جو کسی پر

Brought To You By www.e-iqra.info

بدکاری کی تہمت لگاکر چار گواہ پیش نہ کرسکیں۔ اور بدون کافی ثبوت کے ایسی سنگین بات زبان سے بکتے پھریں۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ

اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اسکی رحمت دنیا اور آخرت میں تو تم پر پڑتی اس چرچا کرنے میں کوئی آفت

عَظِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ

بڑی ف۲۰ جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر اور بولنے لگے اپنے منہ سے جس چیز کی تم کو خبر نہیں اور تم سمجھتے ہو اسکو ہلکی بات اور یہ

عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا

اللہ کے یہاں بہت بڑی ہے ف۲۱ اور کیوں نہ جب تم نے اس کو سنا تھا کہا ہوتا ہم کو نہیں لائق کہ منہ پر لائیں یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ تو

بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ

بڑا بہتان ہے ف۲۲ اللہ تم کو سمجھاتا ہے کہ پھر نہ کرو ایسا کام کبھی اگر تم ایمان رکھتے ہو ف۲۳ اور کھولتا ہے اللہ تمہارے

لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ

واسطے پتے کی باتیں اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ہے ف۲۴ جو لوگ چاہتے ہیں کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والوں میں ف۲۵ انکے لئے

عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ

عذاب ہے درد ناک دنیا اور آخرت میں ف۲۶ اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ف۲۷ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اسکی رحمت

وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

اور یہ کہ اللہ نرمی کرنیوالا ہے مہربان تو کیا کچھ نہ ہوتا ف۲۸

الجزء ۱۸ ع ۲

(۲۰) یعنی اللہ تعالیٰ نے اس اُمّت کو پیغمبر کے طفیل دنیا کے عذابوں سے بچایا ہے۔ نہیں تو یہ بات قابل تھی عذاب کے۔ (موضح القرآن) نیز تم میں سے مخلصین کو توبہ کی توفیق دے کر خطاء معاف کردی ورنہ منافقین کی طرح وہ بھی قیامت کے دن عذاب عظیم میں گرفتار ہوتے (العیاذ باللہ)۔

(۲۱) **بلا تحقیق بہتان کا چرچا جرم عظیم ہے** | یعنی عذاب عظیم کے مستحق کیوں نہ ہوتے جبکہ تم ایسی بے تحقیق اور ظاہر البطلان بات کو ایک دوسرے کی طرف چلتا کر رہے تھے۔ اور زبان سے وہ اٹکل پچو باتیں نکالتے تھے جن کی واقعیت کی تمہیں کچھ بھی خبر نہ تھی۔ پھر طرفہ یہ ہے کہ ایسی سخت بات کو (یعنی کسی محصنہ خصوصاً پیغمبر علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ اور مومنین کی روحانی والدہ کو متہم کرنا) جو اللہ کے نزدیک بہت بڑا سنگین جرم ہے، محض ایک ہلکی اور معمولی بات سمجھنا، یہ اصل جرم سے بھی بڑھ کر جرم تھا۔

(۲۲) **مسلمانوں کو کہنا چاہیے تھا کہ یہ بہتان عظیم ہے** | یعنی اوّل تو حسن ظن کا اقتضاء یہ تھا کہ دل میں بھی یہہ خیال نہ گذرنے پائے جیسا کہ اوپر ارشاد ہوا۔ لیکن اگر شیطانی اغواء سے فرض کیجئے کسی کے دل میں کوئی بُرا وسوسہ گذرے تو پھر یہ جائز نہیں کہ ایسی ناپاک بات زبان پر لائی جائے۔ چاہئے کہ اُس وقت مومن اپنی حیثیت اور دیانت کو ملحوظ رکھے اور صاف کہہ دے کہ ایسی بے سروپا بات کا زبان سے نکالنا مجھ کو زیب نہیں دیتا۔ اے اللہ! تو پاک ہے۔ کس طرح لوگ ایسی نامعقول بات منہ سے نکالتے ہیں۔ بھلا جس پاکباز خاتون کو تو نے سید الانبیاء

Brought To You By www.e-iqra.info

اور راس المتقین کی زوجیت کے لئے چُنا، کیا وہ (معاذ اللہ) خود بے آبرو ہو کر پیغمبر کی آبرو کو بٹہ لگائے گی (حاشا ثم حاشا) ہو نہ ہو شیعوں نے ایک بے قصور پر بہتان باندھا ہے۔

(۲۳) **آئندہ ایسا نہ کرنے کی نصیحت** یعنی مومنین کو پوری طرح چوکس اور ہشیار رہنا چاہئے۔ بدباطن منافقین کے چکموں میں کبھی نہ آئیں۔ ہمیشہ پیغمبر علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت کی عظمت شان کو ملحوظ رکھیں۔

(۲۴) یعنی پتہ اس کا کہ یہ طوفان اُٹھایا کس نے۔ معلوم ہوا کہ منافقین نے جو ہمیشہ دشمن تھے۔ اگلی آیت میں پتہ بتلا دیا۔ (کذا فی الموضح عموماً مفسرین نے آیات سے مراد احکام، نصائح، حدود اور قبول توبہ وغیرہ کے مضامین لئے ہیں۔ اس وقت صفات علم و حکمت کے ذکر سے یہ غرض ہوگی کہ اللہ تعالیٰ تم میں سے مخلصین کی ندامت قلبی کا حال خوب جانتا ہے۔ اس لئے توبہ قبول کی اور چونکہ حکیم مطلق ہے اس لئے نہایت حکمت و دانائی کے ساتھ تمہاری سیاست کی گئی۔

(۲۵) **بے حیائی پھیلانے والوں کی سزا** یعنی بدکاری پھیلے یا بدکاری کی خبریں پھیلیں۔ یہ چاہنے والے منافقین تھے۔ لیکن اُن کا تذکرہ کر کے مومنین کو بھی متنبہ فرما دیا کہ اگر فرض کرو کسی کے دل میں ایک بُری بات کا خطرہ گذرا اور بے پروائی سے کوئی لفظ زبان سے بھی کہہ گذرا تو چاہئے کہ اب ایسی مہمل بات کا چرچا کرتا نہ پھرے۔ اگر خواہی نہ خواہی کسی مومن کی آبرو ریزی کریگا تو خوب سمجھ لے کہ اس کی آبرو بھی محفوظ نہ رہے گی۔ حق تعالیٰ اُسے ذلیل و خوار کر کے چھوڑیگا۔ کما فی الحدیث احمد رحمہ اللہ۔

(۲۶) دنیا میں حد قذف، رسوائی اور قسم قسم کی سزائیں اور آخرت میں دوزخ کی سزا۔

(۲۷) یعنی ایسے فتنہ پردازوں کو خدا خوب جانتا ہے گو تم نہ جانتے ہو۔ اور یہ بھی اُسی کے علم میں ہے کہ کس کا جرم کتنا ہے اور کس کی کیا غرض ہے۔ (تنبیہ) حبِ شیوع فاحشہ، حسد و کینہ وغیرہ کی طرح اعمال قلبیہ میں سے ہے مراتب قصد میں سے نہیں۔ اس لئے اُس پر ماخوذ ہونے میں اختلاف نہ ہونا چاہیئے۔ فتنبہ لہ۔

(۲۸) **مسلمانوں پر اللہ کی رحمت اور فضل** یعنی یہ طوفان تو ایسا اٹھا تھا کہ نہ معلوم کون کون اس کی نذر ہوتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و رحمت اور شفقت و مہربانی سے تم میں سے تائبین کی توبہ کو قبول فرمایا اور بعض کو حدِ شرعی جاری کر کے پاک کیا اور جو زیادہ خبیث تھے اُن کو ایک گونہ مہلت دی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ

اے ایمان والو نہ چلو قدموں پر شیطان کے اور جو کوئی چلیگا قدموں پر شیطان کے سو وہ تو یہی بتلائیگا

بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ

بیحیائی اور بُری بات ف۲۹ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اُس کی رحمت تو نہ سنورتا تم میں ایک شخص بھی کبھی ولیکن اللہ

يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۲۱ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا

سنوارتا ہے جس کو چاہے اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے ف۳۰ اور قسم نہ کھائیں بڑے درجہ والے تم میں سے اور کشائش والے اس[1] پر کہ دیں

اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۡ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ۭ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ

قرابتیوں کو اور محتاجوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ

[1] اس سے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٢٢﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي

اللہ تم کو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ف۳۱ جو لوگ عیب لگاتے ہیں حفاظت[1] والیوں بیخبر ایمان والیوں کو اُن کو پھٹکار ہے

الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٢٣﴾ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا

دنیا میں اور آخرت میں اور اُنکے لئے ہے بڑا عذاب ف۳۲ جس دن کہ ظاہر کردینگی اُن کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں جو کچھ وہ

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٤﴾ يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ﴿٢٥﴾

کرتے تھے ف۳۳ اس دن پوری دیگا اُنکو اللہ اُن کی سزا جو چاہئے اور جان لیں گے کہ اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا ف۳۴

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ

گندیاں ہیں گندوں کے واسطے اور گندے[2] گندیوں کے واسطے اور ستھریاں ہیں ستھروں کے واسطے اور ستھرے[3] ستھریوں کے واسطے ستھریوں کی ف۳۵

اُولٰۗىِٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا ع ۹

وہ لوگ بے تعلق[4] ہیں ان باتوں سے جو یہ کہتے ہیں ف۳۶ اُنکے واسطے بخشش ہے اور روزی ہے عزت کی ف۳۷ اے ایمان والو مت جایا کرو کسی

بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ فَاِنْ

گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک بول[5] چال نہ کرلو اور سلام کرلو اُن گھر والوں پر یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم یاد رکھو ف۳۸ پھر اگر

لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى

نہ پاؤ اس میں کسی کو تو اُس میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ ملے تم کو ف۳۹ اور اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ اس میں خوب ستھرائی ہے

لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿٢٨﴾

تمہارے لئے ف۴۰ اور اللہ جو تم کرتے ہو اُس کو جانتا ہے ف۴۱

(۲۹) **شیطان بے حیائی کی تعلیم دیتا ہے** یعنی شیطان کی چالوں سے ہشیار رہا کرو۔ مسلمان کا یہ کام نہیں ہونا چاہئے کہ شیاطین الانس والجن کے قدم بقدم چلنے لگے۔ اُن ملعونوں کا تو مشن ہی یہ ہے کہ لوگوں کو بے حیائی اور بُرائی کی طرف لے جائیں تم جان بوجھ کر کیوں اُن کے بھچّے میں آتے ہو۔ دیکھ لو شیطان نے ذرا سا چرکہ لگا کر کتنا بڑا طوفان کھڑا کر دیا اور کئی سیدھے سادھے مسلمان کس طرح اُس کے قدم پر چل پڑے۔

(۳۰) یعنی شیطان تو سب کو بگاڑ کر چھوڑتا ایک کو بھی سیدھے راستہ پر نہ رہنے دیتا۔ یہ تو خدا کا فضل اور اس کی رحمت ہے کہ وہ اپنے مخلص بندوں کی دستگیری فرما کر بہتیروں کو محفوظ رکھتا ہے اور بعض کو مبتلا ہو جانے کے بعد توبہ کی توفیق دے کر درست کر دیتا ہے۔ یہ بات اسی خدائے واحد کے اختیار میں ہے اور وہ ہی اپنے علم محیط اور حکمت کاملہ سے جانتا ہے کہ کون بندہ سنوارے جانے کے قابل ہے اور کس کی توبہ قبول ہونی چاہئے۔ وہ سب کی توبہ وغیرہ کو سنتا اور اُن کی قلبی کیفیات سے پوری طرح آگاہ ہے۔

(۳۱) **حضرت ابو بکرؓ کی قسم** حضرت عائشہ پر طوفان اُٹھانے والوں میں بعض مسلمان بھی نادانی سے شریک ہو گئے۔ اُن میں سے ایک حضرت مسطح تھے جو ایک مفلس مہاجر ہونے کے علاوہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی ہوتے ہیں۔ قصہ "افک" سے پہلے حضرت صدیق اکبر اُن کی امداد اور خبر گیری کیا کرتے۔ جب یہ قصہ ختم ہوا اور عائشہ صدیقہ کی براءت آسمان سے نازل ہو چکی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

[1] پاکدامنوں [2] گندی عورتیں۔ [3] گندے مرد۔ [4] ستھری عورتیں [5] ستھرے مرد [6] لگاؤ۔ [7] اجازت نہ لے لو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

نے قسم کھائی کہ آئندہ مسطح کی امداد نہ کرونگا۔ شاید بعض دوسرے صحابہ کو بھی ایسی صورت پیش آئی ہو۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی یعنی تم میں سے جن کو اللہ تعالیٰ نے دین کی بزرگی اور دنیا کی وسعت دی ہے انہیں لائق نہیں کہ ایسی قسم کھائیں اُن کا ظرف بہت بڑا اور اُن کے اخلاق بہت بلند ہونے چاہئیں۔ بڑی جوانمردی تو یہ ہی ہے کہ برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا جائے۔ محتاج رشتہ داروں اور خدا کے لئے وطن چھوڑنے والوں کی اعانت سے دستکش ہو جانا بزرگوں اور بہادروں کا کام نہیں۔ اگر قسم کھالی ہے تو ایسی قسم کو پورا مت کرو۔ اُس کا کفارہ ادا کردو۔

عفو و درگذر کی تعلیم تمہاری شان یہ ہونی چاہئے کہ خطاکاروں کی خطا سے اغماض اور درگذر کرو۔ ایسا کروگے تو حق تعالیٰ تمہاری کوتاہیوں سے درگذر کریگا۔ کیا تم حق تعالیٰ سے عفو و درگذر کی اُمید اور خواہش نہیں رکھتے؟ اگر رکھتے ہو تو تم کو اُس کے بندوں کے معاملہ میں یہ ہی خو اختیار کرنی چاہئے۔ گویا اس میں "تخلّق باخلاقِ اللہ" کی تعلیم ہوئی۔ احادیث میں ہے کہ حضرت ابوبکر نے جب سُنا "الا تحبّون ان یغفر اللہ لکم" (کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے؟) تو فوراً بول اُٹھے۔ "بلیٰ یا ربّنا انا نحبّ" (بیشک اے پروردگار! ہم ضرور چاہتے ہیں) یہ کہہ کر مسطح کی جو امداد کرتے تھے بدستور جاری فرمادی، بلکہ بعض روایات میں ہے کہ پہلے سے دُگنی کردی۔ رضی اللہ عنہ

(۳۲) ازواجِ مطہرات پر تہمت لگانیوالے اسلام سے خارج ہیں صحیحین کی حدیث میں ہے۔ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الموبقات الشِّرْكَ باللہ وقتل النفس الّتی حرّم اللہ الّا بالحقّ و اکل الرّبوا واکل مال الیتیم والتولّی یوم الزّحف وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات" اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قذف محصنات مطلقاً مہلکات میں سے ہے۔ پھر اُن میں سے بھی ازواج مطہرات بالخصوص اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کا قذف تو کس درجہ کا گناہ ہوگا علماء نے تصریح کی ہے کہ ان آیات کے نزول کے بعد جو شخص عائشہ صدیقہ یا ازواج مطہرات میں سے کسی کو متہم کرے وہ کافر، مکذب قرآن اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور طبرانی کی ایک حدیث میں ہے۔ "قَذْفُ الْمُحْصِنَةِ يَهْدِمُ عَمَلَ مِأَةِ سَنَةٍ" (محصنہ پر تہمت لگانا سو برس کے عمل کو ڈھا دیتا ہے) العیاذ باللہ۔

(۳۳) حشر میں ہاتھ پاؤں اور زبان کی گواہی یعنی مجرم منہ سے بولنا اور ظاہر کرنا نہ چاہے گا۔ مگر خود زبان اور ہاتھ پاؤں بولیں گے اور ان میں سے ہر عضو اُس عمل کو ظاہر کریگا جو اُس کے ذریعہ سے کیا گیا تھا۔ (لطیفہ) قاذف نے زبان سے تہمت لگائی تھی اور چار گواہوں کا اُس سے مطالبہ تھا جو پورا نہ کرسکا۔ اس کے بالمقابل یہاں یہی پانچ چیزیں ذکر ہوئیں۔ ایک زبان جو قذف کا اصلی آلہ ہے اور چار ہاتھ پاؤں جو اُس کی شرارت کے گواہ ہونگے۔

(۳۴) جو رتی رتی عمل کھول کر سامنے رکھ دیتا ہے اور جس کا حساب بالکل صاف ہے۔ اُس کے ہاں کسی طرح کا ظلم و تعدی نہیں۔ یہ مضمون قیامت کے دن سب کو مکشوف و مشہود ہو جائیگا۔

(۳۵) گندے مرد گندی عورتوں کیلئے اور پاک مرد پاک عورتوں کیلئے یعنی بدکار اور گندی عورتیں گندے اور بدکار مردوں کے لائق ہیں۔ اسی طرح بدکار اور گندے مرد اس قابل ہیں کہ اُن کا تعلق اپنے جیسی گندی اور بدکار عورتوں سے ہو۔ پاک اور ستھرے آدمیوں کا ناپاک بدکاروں سے کیا مطلب۔ ابن عباس نے فرمایا کہ پیغمبر کی عورت بدکار (زانیہ) نہیں ہوتی۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن کی ناموس کی حفاظت فرماتا ہے۔ نقلہ فی موضح القرآن (تنبیہ) آیت کا یہ مطلب تو ترجمہ کے موافق ہوا۔ مگر بعض مفسرین سلف سے یہ منقول ہے کہ "اَلْخَبِيْثَاتُ" اور "الطَّيِّبَاتُ" سے یہاں عورتیں مراد نہیں۔ بلکہ اقوال و کلمات مراد ہیں۔ یعنی گندی باتیں گندوں کے لائق ہیں۔ اور ستھری باتیں ستھرے آدمیوں کے۔ پاکباز اور ستھرے مرد و عورت ایسی گندی تہمتوں سے بری ہوتے ہیں جیسا کہ آگے "اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ" سے ظاہر ہے۔ یا یوں کہا جائے کہ گندی باتیں گندوں کی زبان سے نکلا کرتی ہیں۔ تو جنہوں نے کسی پاکباز کی نسبت گندی بات کہی، سمجھ لو کہ وہ خود گندے ہیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۳۶) یعنی ستھرے آدمی اُن باتوں سے بُری ہیں جو یہ گندے لوگ بکتے پھرتے ہیں۔

(۳۷) یعنی بُرا کہنے سے وہ بُرے نہیں ہو جاتے، بلکہ جب وہ اس پر صبر کرتے ہیں تو یہ چیز اُن کی خطاؤں یا لغزشوں کا کفارہ بنتی ہے۔ اور یہاں مفسد لوگ جس قدر اُن کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں وہاں اُس کے بدلہ میں عزّت کی روزی ملتی ہے۔

(۳۸) **دوسرے گھروں میں داخلے کی اجازت کا حکم اور آداب** یعنی خاص اپنے ہی رہنے کا جو گھر ہو اُس کے سوا کسی دوسرے کے رہنے کے گھر میں یوں ہی بے خبر نہ گھس جائے کیا جانے وہ کس حال میں ہو اور اس وقت کسی کا اندر آنا پسند کرتا ہے یا نہیں۔ لہٰذا اندر جانے سے پہلے آواز دے کر اجازت حاصل کرے اور سب سے بہتر آواز سلام کی، حدیث میں ہے کہ تین مرتبہ سلام کرے اور اجازت داخل ہونے کی لے۔ اگر تین بار سلام کرنے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ فی الحقیقت یہ ایسی حکیمانہ تعلیم ہے کہ اگر اس کی پابندی کی جائے تو صاحب خانہ اور ملاقاتی دونوں کے حق میں بہتر ہے۔ مگر افسوس آج مسلمان اُن مفید ہدایات کو ترک کرتے جاتے ہیں جن کو دوسری قومیں اُن ہی سے سیکھ کر ترقی کر رہی ہیں (ربط) شروع سورت سے احکام زنا و قذف وغیرہ کے بیان ہوئے تھے۔ چونکہ بسا اوقات بلا اجازت کسی کے گھر میں چلا جانا اِن امور کی طرف مفضی ہو جاتا ہے، اِس لئے اِن آیات میں مسائل استئذان کو بیان فرما دیا۔

(۳۹) اگر یہ معلوم ہوا ہو کہ گھر میں کوئی موجود نہیں تب بھی دوسرے کے گھر میں بدون مالک و مختار کی اجازت کے مت جاؤ۔ کیونکہ ملک غیر میں بدون اجازت تصرف کا کوئی حق نہیں۔ نہ معلوم بے اجازت چلے جانے سے کیا جھگڑا پیش آجائے۔ ہاں صراحۃً یا دلالۃً اجازت ہو تو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(۴۰) **اجازت نہ ملے تو لوٹ جاؤ** یعنی ایسا کہنے سے بُرا نہ مانو۔ بسا اوقات آدمی کی طبیعت کسی سے ملنے کو نہیں چاہتی یا حرج ہوتا ہو یا کوئی ایسی بات کر رہا ہے جس پر غیر کو مطلع کرنا پسند نہیں ہو تو تم کو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اُس پر بوجھ ڈالو۔ اس طرح بار خاطر بننے سے تعلقات صاف نہیں رہتے۔

(۴۱) وہ تمہارے تمام اعمال قلبیہ و قالبیہ سے باخبر ہے جیسا کچھ کرو گے اور جس نیت سے کرو گے حق تعالیٰ اُس کے مناسب جزا دیگا۔ اور اُس نے اپنے علم محیط سے تمام امور کی رعایت کر کے یہ احکام دیے ہیں۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ

نہیں گناہ تم پر اس میں کہ جاؤ اُن گھروں میں جہاں کوئی نہیں بستا اُس میں کچھ چیز ہو تمہاری ف۴۲ اور اللہ کو معلوم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو

وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿٢٩﴾ قُل لِّلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ۚ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ

اور جو چھپاتے ہو ف۴۳ کہہ دے ایمان والوں کو نیچی رکھیں ذری اپنی آنکھیں ف۴۴ اور تھامی رہیں[1] اپنے ستر کو ف۴۵ اس میں خوب ستھرائی

لَهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿٣٠﴾ وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَ

ہے اُنکے لیئے بیشک اللہ کو خبر ہے جو کچھ کرتے ہیں ف۴۶ اور کہہ دے ایمان والیوں کو نیچی رکھیں ذرا اپنی آنکھیں اور

يَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۖ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ

تھامی[2] رہیں اپنے ستر کو اور نہ دکھلائیں اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے ف۴۷ اور ڈال لیں اپنی اوڑھنی اپنے

[1] تھامے رکھیں۔ [2] تھامے رکھیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

جُيُوبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ

گریبان پر ف۴۸ اور نہ کھولیں اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے ف۴۹ یا اپنے خاوند کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا

أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ

اپنے خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی عورتوں کے ف۵۰ یا اپنی ہاتھ کے مال کے ف۵۱

أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ

یا کار بار کر نیوالوں کے جو مرد کہ کچھ غرض نہیں رکھتے ف۵۲ یا لڑکوں کے جنہوں نے ابھی نہیں پہچانا عورتوں کے بھید کو ف۵۳

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ

اور نہ ماریں زمین پر اپنے پاؤں کو کہ جانا جائے جو چھپاتی ہیں اپنا سنگار ف۵۴ اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب مل کر اے

الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٣١﴾ وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ

ایمان والو تاکہ تم بھلائی پاؤ ف۵۵ اور نکاح کر دو رانڈوں کا اپنے اندر ف۵۶ اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں ف۵۷

إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٣٢﴾

اگر وہ ہونگے مفلس اللہ اُن کو غنی کر دیگا اپنے فضل سے ف۵۸ اور اللہ کشائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے ف۵۹

(۴۲) **اجازت سے مستثنیٰ مکانات** یعنی جن مکانوں میں کوئی خاص آدمی نہیں رہتا نہ کوئی روک ٹوک ہے مثلاً مسجد، مدرسہ، خانقاہ، سرائے وغیرہ۔ اگر وہاں تمہاری کوئی چیز ہے یا تم کو چندے اس کے برتنے کی ضرورت ہے تو بیشک وہاں جا سکتے ہو۔ اس کے لئے استیذان کی ضرورت نہیں اس طرح کے مسائل کی تفصیل فقہ میں دیکھی جائے۔

(۴۳) اُس نے تمہارے تمام چھپے کھلے حالات کی رعایت سے یہ احکام مشروع کئے ہیں جن سے مقصود فتنہ و فساد کے مداخل کو بند کرنا ہے مومن کو چاہیئے کہ اپنے دل میں اسی غرض کو پیش نظر رکھ کر عمل کرے۔

(۴۴) **نظریں نیچی رکھنے کا حکم** بدنظری عموماً زنا کی پہلی سیڑھی ہے۔ اسی سے بڑے بڑے فواحش کا دروازہ کھلتا ہے۔ قرآن کریم نے بدکاری اور بے حیائی کا انسداد کرنے کے لئے اوّل اسی سوراخ کو بند کرنا چاہا۔ یعنی مسلمان مرد و عورت کو حکم دیا کہ بدنظری سے بچیں اور اپنی شہوات کو قابو میں رکھیں۔ اگر ایک مرتبہ بے ساختہ مرد کی کسی اجنبی عورت پر یا عورت کی کسی اجنبی مرد پر نظر پڑ جائے تو دوبارہ ارادہ سے اُس طرف نظر نہ کرے۔ کیونکہ یہ دوبارہ دیکھنا اس کے اختیار سے ہوگا۔ جس میں وہ معذور نہیں سمجھا جا سکتا۔ اگر آدمی نگاہ نیچی رکھنے کی عادت ڈال لے اور اختیاری ارادہ سے ناجائز امور کی طرف نظر اُٹھا کر نہ دیکھا کرے تو بہت جلد اُس کے نفس کا تزکیہ ہو سکتا ہے۔ چونکہ پہلی مرتبہ دفعتہً جو بیساختہ نظر پڑتی ہے۔ از راہ شہوت و نفسانیت نہیں ہوتی۔ اس لئے حدیث میں اس کو معاف رکھا گیا ہے۔ شاید یہاں بھی مِنْ اَبْصَارِهِمْ میں مِنْ کو تبعیضیہ لے کر اسی طرف اشارہ ہو۔

(۴۵) **ستر کی حفاظت** یعنی حرامکاری سے بچیں اور ستر کسی کے سامنے نہ کھولیں۔ اِلَّا عِنْدَ مَنْ اَبَاحَهُ الشَّارِعُ مِنَ الْاَزْوَاجِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ۔

لے خدمت میں مشغول رہنے والوں کے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴۶) یعنی آنکھ کی چوری اور دلوں کے بھید اور نیتوں کا حال اس کو سب معلوم ہے۔ لہٰذا اس کا خیال کر کے بدنگاہی اور ہر قسم کی بدکاری سے بچو۔ ورنہ وہ اپنے علم کے موافق تم کو سزا دیگا۔ "یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ" (مومن رکوع ۲) حضرت شاہ صاحبؒ نے "مَا یَصْنَعُوْنَ" سے مراد غالباً جاہلیت کی بے اعتدالیاں لی ہیں۔ یعنی جو بے اعتدالیاں پہلے سے کرتے آرہے ہو اللہ کو سب معلوم ہے اسی لئے اب اُس نے اپنے پیغمبر کے ذریعہ سے یہ احکام جاری کئے تاتمہارا تزکیہ ہوسکے۔

(۴۷) عورتوں کے پردے کے احکام | سنگار عرف میں خارجی اور کسبی آرائش کو کہتے ہیں جو مثلاً لباس یا زیور وغیرہ سے حاصل ہو۔ احقر کے نزدیک یہاں "زینت" کا ترجمہ "سنگار" کے بجائے "زیبائش" کیا جاتا تو زیادہ جامع اور مناسب ہوتا۔ زیبائش کا لفظ ہر قسم کی خلقی اور کسبی زینت کو شامل ہے، خواہ وہ جسم کی پیدائشی ساخت سے متعلق ہو یا پوشاک وغیرہ خارجی ٹیپ ٹاپ سے۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عورت کو کسی قسم کی خلقی یا کسبی زیبائش کا اظہار بجز محارم کے جن کا ذکر آگے آتا ہے، کسی کے سامنے جائز نہیں۔ ہاں جس قدر زیبائش کا ظہور ناگزیر ہے اور اُس کے ظہور کو بسبب عدم قدرت یا ضرورت کے روک نہیں سکتی، اُس کے مجبوری یا بضرورت کھلا رکھنے میں مضائقہ نہیں (بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔) حدیث و آثار سے ثابت ہوتا ہے کہ چہرہ اور کفین (ہتھیلیاں) "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" میں داخل ہیں۔ کیونکہ بہت سی ضروریات دینی و دنیوی ان کے کھلا رکھنے پر مجبور کرتی ہیں۔ اگر ان کے چھپانے کا مطلقاً حکم دیا جائے تو عورتوں کے لئے کاروبار میں سخت تنگی اور دشواری پیش آئیگی۔ آگے فقہاء نے قدمین کو بھی ان ہی اعضاء پر قیاس کیا ہے اور جب یہ اعضاء مستثنیٰ ہوئے تو ان کے متعلقات مثلاً انگوٹھی، چھلا، یا مہندی، کاجل وغیرہ کو بھی استثناء میں داخل ماننا پڑے گا۔ لیکن واضح رہے کہ "اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا" سے صرف عورتوں کو بضرورت ان کے کھلا رکھنے کی اجازت ہوئی۔ نامحرم مردوں کو اجازت نہیں دی گئی کہ وہ آنکھیں لڑایا کریں اور ان اعضاء کا نظارہ کیا کریں۔ شاید اسی لئے اس اجازت سے پیشتر ہی حق تعالیٰ نے غض بصر کا حکم مومنین کو سنا دیا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک طرف سے کسی عضو کے کھولنے کی اجازت اس کو مستلزم نہیں کہ دوسری طرف سے اُس کو دیکھنا بھی جائز ہو۔ آخر مرد جن کے لئے پردہ کا حکم نہیں اسی آیت بالا میں عورتوں کو اُن کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا۔ نیز یاد رکھنا چاہئے کہ ان آیات میں محض ستر کا مسئلہ بیان ہوا ہے یعنی اس سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ اپنے گھر کے اندر ہو یا باہر، عورت کو کس حصّہ بدن کا کس کے سامنے کن حالات میں کھلا رکھنا جائز ہے۔ باقی مسئلہ "حجاب" یعنی شریعت نے اس کو کن حالات میں گھر سے باہر نکلنے اور سیر و سیاحت کرنے کی اجازت دی، یہاں مذکور نہیں۔ اس کی کچھ تفصیل انشاء اللہ سورہ احزاب میں آئیگی۔ اور ہم نے فتنہ کا خوف نہ ہونے کی جو شرط بڑھائی وہ دوسرے دلائل اور قواعد شرعیہ سے ماخوذ ہے جو ادنیٰ تامل اور مراجعت نصوص سے دریافت ہوسکتی ہیں۔

(۴۸) اوڑھنی کا حکم اور طریقہ | بدن کی خلقی زیبائش میں سب سے زیادہ نمایاں چیز سینہ کا اُبھار ہے، اُس کے مزید ستر کی خاص طور پر تاکید فرمائی اور جاہلیت کی رسم کو مٹانے کی صورت بھی بتلادی۔ جاہلیت میں عورتیں خمار اوڑھنی سر پر ڈال کر اُس کے دونوں پلّے پشت پر لٹکا لیتی تھیں۔ اس طرح سینہ کی ہیئت نمایاں رہتی تھی۔ یہ گویا حسن کا مظاہرہ تھا۔ قرآن کریم نے بتلادیا کہ اوڑھنی کو سر پر سے لاکر گریبان پر ڈالنا چاہئے تاکہ اس طرح کان، گردن اور سینہ پوری طرح مستور رہے۔

(۴۹) محرم لوگوں کی تفصیل | چچا اور ماموں کا بھی یہی حکم ہے اور ان محارم میں پھر فرق مراتب ہے۔ مثلاً جو زینت خاوند کے آگے ظاہر کرسکتی ہے دوسرے محارم کے سامنے نہیں کرسکتی۔ ابدائے زینت کے درجات ہیں جن کی تفصیل تفاسیر اور کتب فقہ میں دیکھنی چاہئے یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ جس قدر ستر کا اہتمام اجنبیوں سے تھا اتنا محارم سے نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر ایک عضو کو ان میں سے ہر ایک کے آگے کھول سکتی ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۵۰) یعنی جو عورتیں اس کے پاس اُٹھنے بیٹھنے والی ہیں بشرطیکہ نیک چلن ہوں بدراہ عورتوں کے سامنے نہیں۔ اور بہت سے سلف کے نزدیک اس سے مسلمان عورتیں مراد ہیں۔ کافر عورت اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔

(۵۱) یعنی اپنی لونڈیاں (باندیاں) اور بعض سلف کے نزدیک مملوک غلام بھی اس میں داخل ہے اور ظاہر قرآن سے اسی کی تائید ہوتی ہے لیکن جمہور ائمہ اور سلف کا یہ مذہب نہیں۔

(۵۲) یعنی کمبرے خدمتگار جو محض اپنے کام سے کام رکھیں اور کھانے سونے میں غرق ہوں، شوخی نہ رکھتے ہوں یا فاتر العقل پاگل جن کے حواس وغیرہ بھی ٹھکانے نہ ہوں، محض کھانے پینے میں گھر والوں کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔

(۵۳) یا جن لڑکوں کو ابھی تک نسوانی سرائر کی کوئی تمیز نہیں، نہ نفسانی جذبات رکھتے ہیں۔

(۵۴) **عورتوں کے چلنے پھرنے کے آداب** یعنی چال ڈھال ایسی نہ ہونی چاہئے کہ زیور وغیرہ کی آواز سے اجانب کو اُدھر میلان اور توجہ ہو۔ بسا اوقات اس قسم کی آواز صورت دیکھنے سے بھی زیادہ نفسانی جذبات کے لئے محرک ہو جاتی ہے۔

(۵۵) **توبہ کا حکم** یعنی پہلے جو کچھ حرکات ہو چکیں اُن سے توبہ کرو اور آئندہ کے لئے ہر مرد و عورت کو خدا سے ڈر کر اپنی تمام حرکات و سکنات اور چال چلن میں انابت اور تقویٰ کی راہ اختیار کرنی چاہئے۔ اِس میں دارین کی بھلائی اور کامیابی ہے۔

(۵۶) **دوسرے نکاح کا حکم** اُوپر استئذان، غضِ بصر اور ستر وغیرہ کے احکام بیان ہوئے تھے، تا بیحیائی اور بدکاری کی روک تھام کی جائے۔ اس آیت میں یہ حکم دیا کہ جن کا نکاح نہیں ہوا یا ہو کر بیوہ اور رنڈوے ہو گئے تو موقع مناسب ملنے پر اُن کا نکاح کر دیا کرو۔ حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے علی! تین کاموں میں دیر نہ کر، نماز فرض کا جب وقت آجائے، جنازہ جب موجود ہو، اور رانڈ عورت جب اس کا کفو ملجائے"۔ جو قومیں رانڈوں کے نکاح پر ناک بھوں چڑھاتی ہیں سمجھ لیں کہ اُن کا ایمان سلامت نہیں۔

(۵۷) یعنی لونڈی غلام کو اگر اس لائق سمجھو کہ حقوق زوجیت ادا کر سکیں گے اور نکاح ہو جانے پر مغرور ہو کر تمہاری خدمت نہ چھوڑ بیٹھیں گے تو اُن کا بھی نکاح کر دو۔

(۵۸) **افلاس کی وجہ سے نکاح کو مت چھوڑو** بعض لوگ نکاح میں اس لئے پس و پیش کیا کرتے ہیں کہ نکاح ہو جانے کے بعد بیوی بچوں کا بار کیسے اُٹھے گا۔ انہیں سمجھا دیا کہ ایسے موہوم خطرات پر نکاح سے مت رکو۔ روزی تمہاری اور بیوی بچوں کی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ کیا معلوم ہے کہ خدا چاہے تو اُن ہی کی قسمت سے تمہارے رزق میں کشائش کر دے۔ نہ مجرد رہنا غنا کا موجب ہے اور نہ نکاح کرنا فقر و افلاس کو مستلزم ہے۔ یہ باتیں حق تعالیٰ کی مشیت پر ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا "وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ"۔ (توبہ۔ رکوع ۴) اور ظاہری اسباب کے اعتبار سے بھی یہ چیز معقول ہے کہ نکاح کر لینے یا ایسا ارادہ کرنے سے آدمی پر بوجھ پڑتا ہے اور وہ پہلے سے بڑھ کر کمائی کے لئے جد و جہد کرتا ہے۔ اُدھر بیوی اور اولاد ہو جائے تو وہ بلکہ بعض اوقات بیوی کے کنبہ والے بھی کسب معاش میں اس کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ بہرحال روزی کی تنگی یا وسعت نکاح یا تجرد پر موقوف نہیں۔ پھر یہ خیال نکاح سے مانع کیوں ہو۔

(۵۹) جس کے حق میں مناسب جانتا ہے کشائش کر دیتا ہے۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ

(اور اپنے آپ کو تھامے رہیں جن کو نہیں ملتا سامان نکاح کا جب تک کہ مقدور دے اُن کو اللہ اپنے فضل سے ف ۶۰ اور جو لوگ چاہیں لکھت آزادی

Brought To You By www.e-iqra.info

الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ

کی مال دیکر اُن میں سے کہ جو تمہارے[1] ہاتھ کے مال ہیں تو اُنکو لکھ کر دیدو اگر سمجھو اُن میں کچھ نیکی[2] ف۶۱ اور دو اُن کو اللہ کے مال سے جو اُس نے

اٰتٰىكُمْ ۭ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَي الْبِغَاۗءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَنْ

تم کو دیا ہے ف۶۲ اور نہ زبردستی کرو اپنی چھوکریوں پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہیں قید[3] سے رہنا کہ تم کمانا چاہو اسباب دنیا کی زندگانی کا ف۶۳ اور جو کوئی

يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۳ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا

اُن پر زبردستی کرے گا تو اللہ اُن کی بے بسی کے پیچھے بخشنے والا مہربان ہے ف۶۴ اور ہمنے اُتاریں تمہاری طرف آیتیں کھلی ہوئی اور کچھ حال

ع ۴ ۱۰ مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝۳۴ ع اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ

اُنکا جو ہو چکے تم سے پہلے اور نصیحت ڈرنے والوں کو ف۶۵ اللہ روشنی ہے آسمانوں کی اور زمین کی ف۶۶ مثال اُس کی روشنی

كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ

کی جیسے ایک طاق اُس میں ہو ایک چراغ وہ چراغ دھرا ہو ایک شیشہ میں وہ شیشہ ہے جیسے ایک تارہ چمکتا ہو تیل جلتا ہے اُس میں ایک برکت

مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْۗءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ

کے درخت کا وہ زیتون ہے نہ مشرق کی طرف ہے اور نہ مغرب کی طرف قریب[4] ہے اس کا تیل کہ روشن ہو جائے اگرچہ نہ لگی ہو اُس میں آگ روشنی پر روشنی

يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳۵

اللہ راہ دکھلا دیتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں لوگوں کے واسطے اور اللہ سب چیز کو جانتا ہے ف۶۷

(۶۰) **نکاح ہونے تک پاکدامن رہیں** یعنی جن کو فی الحال اتنا بھی مقدور نہیں کہ کسی عورت کو نکاح میں لا سکیں تو جب تک خدا تعالیٰ مقدور دے چاہئے کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھیں۔ اور عفیف رہنے کی کوشش کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ اسی ضبط نفس اور عفت کی برکت سے حق تعالیٰ اُن کو غنی کر دے اور نکاح کے بہترین مواقع مہیا فرما دے۔

(۶۱) **مکاتبت کا حکم** یعنی کسی کا غلام یا لونڈی کہے یا مزید توثیق کے لئے لکھوانا چاہے کہ میں اتنی مدت میں اس قدر مال تجھ کو کما دوں تو مجھے آزاد کر دے، تو مالک کو چاہئے کہ قبول کر لے اور لکھ دے (اس معاملہ کو "مکاتبۃ" کہتے ہیں۔ اور یہ غلاموں کے آزاد کرانے کی ایک خاص صورت ہے) لیکن یہ مالک کو اُس وقت قبول کرنا چاہئے جبکہ وہ سمجھے کہ واقعی اس غلام یا لونڈی کے حق میں آزادی بہتر ہوگی۔ قید غلامی سے چھوٹ کر چوری یا بدکاری یا اور طرح کی بدمعاشیاں کرتا نہ پھرے گا۔ اگر یہ اطمینان ہو تو بیشک اس کو آزادی کا موقع دینا چاہئے۔ تا وہ آزاد ہو کر اپنی فلاح کے میدانوں میں خوب ترقی کر سکے اور کہیں نکاح کرنا چاہے تو با اختیار خود نکاح کر لے۔ غلامی کی وجہ سے میدان تنگ نہ ہو۔

(۶۲) **غلاموں کی مالی امداد** یہ دولتمند مسلمانوں کو فرمایا کہ ایسی لونڈی غلام کی مالی امداد کرو۔ خواہ زکوٰۃ سے یا عام صدقات و خیرات وغیرہ سے تاکہ وہ جلد آزادی حاصل کر سکیں، اور اگر مالک بدل کتابت کا کوئی حصہ معاف کر دے، یہ بھی بڑی امداد ہے (تنبیہ) مصارف زکوٰۃ میں جو فِی الرِّقَاب کا ایک مد رکھا ہے وہ ان ہی غلاموں کے آزاد کرانے کا فنڈ ہے۔ خلفائے راشدین کے عہد میں بیت المال سے ایسے غلاموں کی امداد ہوتی تھی۔

[1] جن کے مالک ہیں تمہارے ہاتھ۔ [2] بھلائی [3] بچنے۔ [4] لگتا ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۶۳) **لونڈیوں سے بدکاری کرانا** | جاہلیت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے۔ عبداللہ ابن اُبی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن سے بدکاری کرا کر روپیہ حاصل کرتا تھا۔ اُن میں بعض مسلمان ہوگئیں تو اس فعل شنیع سے انکار کیا۔ اس پر وہ ملعون زدوکوب کرتا تھا۔ یہ آیت اسی قصہ میں نازل ہوئی۔ اور اسی شان نزول کی رعایت سے مزید تقبیح کے لئے "ان اردن تحصنا" اور "لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا" کی قیود بڑھائی ہیں۔ ورنہ لونڈیوں سے بدکاری کرانا بہرحال حرام ہے اور اس طرح جو کمائی کریں سب ناپاک ہے خواہ لونڈیاں یہ کام رضاء و رغبت سے کریں یا زبردستی اور ناخوشی سے۔ ہاں اگر لونڈیاں نہ چاہیں اور یہ محض دنیا کے حقیر فائدے کے لئے زبردستی مجبور کرے تو اور بھی زیادہ وبال اور انتہائی وقاحت اور بے شرمی کی دلیل ہے۔

(۶۴) یعنی زنا ایسی بُری چیز ہے جو جبر و اکراہ کے بعد بھی بری رہتی ہے لیکن حق تعالیٰ محض اپنی رحمت سے مکرہہ کی بے بسی اور بیچارگی کو دیکھ کر درگزر فرماتا ہے۔ اس صورت میں مکرہ (زبردستی کرنے والے) پر سخت عذاب ہوگا اور مکرَہ پر (جس پر زبردستی کی گئی) رحم کیا جائیگا۔

(۶۵) **قرآن کریم میں گذشتہ اقوام کے حالات** | یعنی قرآن میں سب کچھ نصیحتیں احکام اور گذشتہ اقوام کے عبرتناک واقعات بیان کردیے گئے ہیں۔ تاخدا کا ڈر رکھنے والے سُن کر نصیحت و عبرت حاصل کریں اور اپنے انجام کو سوچیں۔ یا مثلاً من الذین خلوا سے مراد یہ ہو کہ پہلی امتوں پر بھی اسی طرح کی حدود اور احکام جاری کئے گئے تھے جو اس صورت میں مذکور ہوئے۔ اور بعض قصے بھی اس قصہ "افک" کے مشابہ پیش آئے جو سورہ ہذا میں بیان کیا گیا ہے۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم صدیقہ اور حضرت یوسف صدیق کی دشمنوں کے بہتان سے برأۃ ظاہر فرمائی، عائشہ صدیقہ بنت الصدیق کی برأۃ اور بزرگی بھی تاقیام قیامت صادقین کے قلوب میں نقش فی الحجر کردی۔ اور دشمنوں کا منہ کالا کیا۔

(۶۶) **اللہ زمین و آسمان کا نور ہے** | یعنی اللہ سے رونق اور بستی ہے زمین و آسمان کی اُس کی مدد نہ ہو تو سب ویران ہو جائیں (موضح القرآن)، سب مخلوق کو نور وجود اُسی سے ملا ہے۔ چاند، سورج، ستارے، فرشتے اور انبیاء و اولیاء میں جو ظاہری و باطنی روشنی ہے، اُسی منبع النور سے مستفاد ہے۔ ہدایت و معرفت کا جو چمکارا کسی کو پہنچتا ہے اسی بارگاہِ رفیع سے پہنچتا ہے۔ تمام علویات و سفلیات اُس کی آیات تکوینیہ و تنزیلیہ سے مُنوّر ہیں۔ حُسن و جمال یا خوبی و کمال کی کوئی چمک اگر کہیں نظر پڑتی ہے وہ اُسی کے وجہ مُنوّر اور ذات مبارک کے جمال و کمال کا ایک پرتو ہے۔ سیرۃ ابن اسحٰق میں ہے کہ طائف میں جب لوگوں نے حضور کو ستایا تو یہ دعاء زبان پر تھی۔ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْهِكَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَیْهِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اَنْ یُّحِلَّ بِیْ غَضَبَكَ اَوْ یَنْزِلَ بِیْ سَخَطُكَ لَكَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ رات کی تاریکی میں آپ اپنے رب کو "اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" کہہ کر پکارا کرتے اور اپنے کان، آنکھ، دل، ہر ہر عضو بلکہ بال بال میں اُس سے نور طلب فرماتے تھے اور اخیر میں بطور خلاصہ فرماتے "وَاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا" یا "وَعَظِّمْ لِیْ نُوْرًا" یا "وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا" یعنی میرے نور کو بڑھا بلکہ مجھے نور ہی نور بنا دے۔ اور ایک حدیث میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ خَلْقَهٗ فِیْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ اَلْقٰی عَلَیْهِمْ مِّنْ نُّوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ نُّوْرِهٖ یَوْمَئِذٍ اهْتَدٰی وَمَنْ اَخْطَاَهٗ ضَلَّ (فتح الباری ص۳۰ ج۶) یعنی جس کو اس وقت اللہ کے نور (توفیق) سے حصہ ملا وہ ہدایت پر آیا اور جو اُس سے چوکا گمراہ رہا۔ واضح رہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی دوسری صفات مثلاً سمع، بصر وغیرہ کی کوئی کیفیت بیان نہیں کیجا سکتی۔ ایسے ہی صفت نور بھی ہے ممکنات کے نور پر قیاس نہ کیا جائے تفصیل کے لئے امام غزالی کا رسالہ "مشکوٰۃ الانوار" دیکھو۔

(۶۷) یعنی یوں تو اللہ تعالیٰ کے نور سے تمام موجودات کی نمود ہے۔ لیکن مومنین مہتدین کو نور الٰہی سے ہدایت و عرفان کا جو خصوصی حصہ ملتا ہے۔

اس مثال کی ایک عمدہ توجیہ | اُس کی مثال ایسی سمجھو گویا مومن قانت کا جسم ایک طاق کی طرح ہے جس کے اندر ایک ستارہ کی طرح چمکدار

Brought To You By www.e-iqra.info

شیشہ (قندیل) رکھا ہو۔ یہ شیشہ اُس کا قلب ہوا جس کا تعلق عالم بالا سے ہے۔ اس شیشہ (قندیل) میں معرفت و ہدایت کا چراغ روشن ہے، یہ روشنی ایسے صاف و شفاف اور لطیف تیل سے حاصل ہو رہی ہے جو ایک نہایت ہی مُبارک درخت (زیتون) سے نکل کر آیا ہے اور زیتون بھی وہ جو کسی حجاب سے نہ مشرق میں ہو نہ مغرب میں یعنی کسی طرف دھوپ کی روک نہیں کھُلے میدان میں کھڑا ہے جس پر صبح و شام دونوں وقت کی دھوپ پڑتی ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایسے زیتون کا تیل اور بھی زیادہ لطیف و صاف ہوتا ہے۔ غرض اُس کا تیل اسقدر صاف اور چمکدار ہے کہ بدون آگ دکھلائے ہی معلوم ہوتا ہے کہ خود بخود روشن ہو جائیگا۔ یہ تیل میرے نزدیک اُسی حُسن استعداد اور نور توفیق کا ہوا جو نور مبارک کے القاء سے بدء فطرت میں مومن کو حاصل ہوا تھا۔ جیسا کہ اُوپر کے فائدہ میں گذر چکا اور جس طرح شجرہ مبارکہ کو "لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ" فرمایا تھا وہ نور ربانی بھی جہت کی قید سے پاک ہے۔ خلاصہ یہ ہُوا کہ مومن کا شیشہ دل نہایت صاف ہوتا ہے، اور خدا کی توفیق سے اس میں قبول حق کی ایسی زبردست استعداد پائی جاتی ہے کہ بدون دیا سلائی دکھائے ہی جل اُٹھنے کو تیار ہوتا ہے اب جہاں ذرا آگ دکھائی یعنی وحی و قرآن کی تیز روشنی نے اس کو نمس کیا نور اُس کی فطری روشنی بھڑک اُٹھی۔ اسی کو "نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ" فرمایا جس کو چاہے اپنی روشنی عنایت فرمائے اور وہ ہی جانتا ہے کہ کس کو یہ روشنی ملنی چاہیئے۔ کس کو نہیں ان عجیب و غریب مثالوں کا بیان فرمانا بھی اسی غرض سے ہے کہ استعداد رکھنے والوں کو بصیرت کی ایک روشنی حاصل ہو۔ حق تعالیٰ ہی تمثیل کے مناسب موقع و محل کو پوری طرح جانتا ہے، کسی دوسرے کو قدرت کہاں کہ ایسی موزون و جامع مثال پیش کر سکے۔ آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ جن مسجدوں میں کامل لوگ صبح و شام بندگی کرتے ہیں وہاں دھیان لگا رہے۔ (تنبیہ) مفسرین نے تشبیہ کی تقریر بہت طرح کی ہے، حضرت شاہ صاحبؒ نے بھی موضح القرآن میں نہایت لطیف و عمیق تقریر فرمائی ہے مگر بندہ کے خیال میں جو توجیہ آئی وہ درج کر دی۔ وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشَقُونَ مَذَاهِبُ۔ واضح رہے کہ "يُوقَدُ" اور "وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ" میں جس نار کی طرف اشارہ ہے میں نے مشبہ میں اس کی جگہ وحی و قرآن کو رکھا ہے۔ اس کا ماخذ وہ فائدہ ہے جو حضرت شاہ صاحبؒ نے مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا" پر لکھا ہے اور جس کی تائید صحیحین کی ایک حدیث سے ہوتی ہے جس میں آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں۔ "إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَرَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي يَقَعْنَ فِيهَا الخ"

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾ رِجَالٌ ۙ لَّا

اُن گھروں میں کہ اللہ نے حکم دیا اُنکو بلند کرنے کا ف۶۸ اور وہاں اُس کا نام پڑھنے کا ف۶۹ یاد کرتے ہیں اُسکی وہاں صبح اور شام ف۷۰ وہ مرد کہ نہیں

تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ

غافل ہوتے سودا کرنے میں اور نہ بیچنے میں اللہ کی یاد سے اور نماز قائم رکھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے ف۷۱ ڈرتے رہتے ہیں اُس دن سے جس میں

فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ

اُلٹ جائینگے دل اور آنکھیں ف۷۲ تاکہ بدلہ دے اُنکو اللہ اُنکے بہتر سے بہتر کاموں کا اور زیادتی دے اُنکو اپنے فضل سے ف۷۳ اور اللہ روزی دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

جس کو چاہے بے شمار ف۷۴

(۶۸) مسجد کی تعظیم و تطہیر | اُن کی تعظیم و تطہیر کا حکم دیا یعنی اُن کی خبر گیری کیجائے اور ہر قسم کی گندگی اور لغو افعال و اقوال سے پاک رکھا جائے

Brought To You By www.e-iqra.info

(۷۱) رجال اللہ بھی غافل نہیں ہوتے | یعنی معاش کے دھندے انکو اللہ کی یاد اور احکام الٰہیہ کی بجاآوری سے غافل نہیں کرتے بڑے سے بڑا بیوپار یا معمولی خرید و فروخت کوئی چیز خدا کے ذکر سے نہیں روکتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ ہی شان تھی۔

(۷۲) یعنی اُس روز دل وہ باتیں سمجھ لیں گے جو ابھی تک نہ سمجھے تھے اور آنکھیں وہ ہولناک واقعات دیکھیں گی جو کبھی نہ دیکھے تھے، قلوب میں کبھی نجات کی توقع پیدا ہوگی، کبھی ہلاکت کا خوف۔ اور آنکھیں کبھی داہنے کبھی بائیں دیکھیں گی کہ دیکھئے کس طرف سے پکڑے جائیں یا کس جانب سے اعمالنامہ ہاتھ میں دیا جائے۔

(۷۳) یعنی اچھے کاموں کا جو صلہ مقرر ہے وہ ملیگا۔ اور حق تعالیٰ کے فضل سے اور زیادہ دیا جائیگا جسکی تفصیل و تعیین ابھی نہیں کیجا سکتی۔

(۷۴) یعنی اس کے ہاں کیا کمی ہے، اگر جنتیوں کو بیحد و حساب عنایت فرمائے تو کچھ مشکل نہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۢ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا

اور جو لوگ منکر ہیں اُن کے کام جیسے ریت جنگل میں پیاسا جانے اُس کو پانی یہاں تک کہ جب پہنچا اس پر اس کو کچھ نہ پایا

وَّوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهٗ فَوَفّٰىهُ حِسَابَهٗ ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۳۹ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ

اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اُسکو پورا پہنچا دیا اسکا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب ف۷۵ یا جیسے اندھیرے گہرے دریا میں چڑھی آتی ہے اس پر ایک لہر اُس

فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ۭ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ

پر ایک اور لہر اس کے اُوپر بادل اندھیرے ہیں ایک پر ایک ف۷۶ جب نکالے اپنا ہاتھ لگتا نہیں کہ اس کو وہ سوجھے ف۷۷ اور جسکو

يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝۴۰ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ ع ۱۱

اللہ نے نہ دی روشنی اُسکے واسطے کہیں نہیں روشنی ف۷۸ کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہیں جو کوئی ہیں آسمان و زمین میں اور اڑتے جانور

صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۱ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

پر کھولے ہوئے ف۷۹ ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور یاد ف۸۰ اور اللہ کو معلوم ہے جو کچھ کرتے ہیں ف۸۱ اور اللہ کی حکومت ہی آسمان اور

الْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝۴۲

زمین میں اور اللہ ہی تک پھر جانا ہے ف۸۲

(۷۵) کفار کے اعمال کی مثال | کافر دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اپنے زعم اور عقیدہ کے موافق کچھ اچھے کام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ مرنے کے بعد کام آئیں گے، حالانکہ اگر کوئی کام بظاہر اچھا بھی ہو تو کفر کی شامت سے وہ عند اللہ مقبول و معتبر نہیں۔ ان فریب خوردہ کافروں کی مثال ایسی سمجھو کہ دوپہر کے وقت جنگل میں ایک پیاسے کو دور سے پانی دکھائی دیا اور وہ حقیقت میں چمکتی ہوئی ریت تھی۔ پیاسا شدت تشنگی سے بیتاب

Brought To You By www.e-iqra.info

ہو کر وہاں پہنچا، دیکھا تو پانی وانی کچھ نہ تھا، ہاں ہلاکت کی گھڑی سامنے کھڑی تھی اور اللہ تعالیٰ عمر بھر کا حساب لینے کے لئے موجود تھا چنانچہ اسی اضطراب و حسرت کے وقت اللہ نے اس کا سب حساب ایک دم میں چکا دیا۔ کیونکہ وہاں حساب کرتے کیا دیر لگتی ہے۔ ہاتھوں ہاتھ عمر بھر کی شرارتوں اور غفلتوں کا بھگتان کر دیا گیا۔ دوسرے وہ ہیں جو سر سے پاؤں تک دنیا کے مزوں میں غرق اور جہل و کفر، ظلم و عصیان کے اندھیریوں میں پڑے غوطے کھا رہے ہیں اُن کی مثال آگے بیان فرمائی۔ اُن کے پاس روشنی کی اتنی بھی چمک نہیں جتنی سراب پر دھوکہ کھانے والے کو نظر آتی تھی۔ یہ لوگ خالص اندھیریوں اور تہ بر تہ ظلمات میں بند ہیں۔ کسی طرف سے روشنی کی شعاع اپنے تک نہیں پہنچنے دیتے نعوذ باللہ۔

(۷۶) یعنی سمندر کی تہ میں خود دریا کا اندھیرا، اُس پر طوفانی لہریں جو ایک پر ایک چڑھی آتی ہیں پھر سب کے اوپر گھٹا بادل کا اندھیرا، اور رات کا وقت فرض کیا جائے تو ان اندھیریوں میں اور اضافہ ہو جائیگا۔

(۷۷) یعنی اپنا ہاتھ اُٹھا کر آنکھوں سے قریب کر کے دیکھے تو اندھیرے کی وجہ سے نظر نہ آئے جس کو ہمارے یہاں کہتے ہیں کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں پہچانتا۔

(۷۸) اُوپر مومنین کے ذکر میں جو "یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ" فرمایا تھا، یہ جملہ اس کے مقابل ہوا یعنی جس کو خدا تعالیٰ نور توفیق نہ دے اُسے اور کون روشنی پہنچا سکتا ہے۔ ان کی استعداد خراب تھی توفیق نہ ملی۔ اور دریا کی تہ میں گر کر انہوں نے سب دروازے روشنی کے اپنے اوپر بند کر لئے۔ پھر نور آئے تو کدھر سے آئے۔

(۷۹) **مخلوقات اور پرندوں کی تسبیح** شاید اُڑتے جانوروں کا علیحدہ ذکر اس لئے کیا کہ وہ اُس وقت آسمان اور زمین کے بیچ میں معلق ہوتے ہیں اور اُن کا اس طرح ہوا میں اڑتے رہنا قدرت کی بڑی نشانی ہے۔

(۸۰) یعنی حق تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اُس کے حال کے مناسب جو طریقہ انابت و بندگی اور تسبیح خوانی کا الہام فرمایا اُس کو سمجھ کر وہ اپنا وظیفہ ادا کرتی رہتی ہے۔ لیکن افسوس و تعجب کا مقام ہے کہ بہت سے انسان کہلانے والے غرور و غفلت اور ظلمتِ جہالت میں پھنس کر مالک حقیقی کی یاد اور ادائے وظیفہ عبودیت سے بے بہرہ ہیں (تنبیہ) مخلوقات کی تسبیح کے متعلق پندرہویں پارہ میں ربع کے قریب کچھ مضمون گذر چکا۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو تسبیح کی وصیت کی اور فرمایا "وَبِهَا تُرْزَقُ الْخَلْقُ" (یہی باقی مخلوق کی نماز ہے)۔

(۸۱) یعنی اُن کی بندگی اور تسبیح کو خواہ تم نہ سمجھو، لیکن حق تعالیٰ کو سب معلوم ہے کہ کون کیا کرتا ہے۔

(۸۲) **اللہ کی حکومت ہر شئے پر حاوی ہے** یعنی جیسے اُس کا علم سب کو محیط ہے، اُس کی حکومت بھی تمام علویات و سفلیات پر حاوی ہے اور سب کو آخرکار اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے آگے اپنے حاکمانہ اور قادرانہ تصرفات کو بیان فرماتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَهٗ ثُمَّ یَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ

تو نے نہ دیکھا کہ اللہ ہانک لاتا ہے بادل[1] کو پھر اُنکو ملا دیتا ہے پھر اُنکو رکھتا ہے تہ بر تہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اُس کے بیچ سے ع۸۳

وَیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِیْهَا مِنْ بَرَدٍ فَیُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ یَّشَآءُ

اور اُتارتا ہے آسمان سے اس میں جو پہاڑ ہیں اولوں کے پھر وہ ڈالتا ہے جس پر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے ع۸۴

[1] بادلوں کو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ ﴿۴۳﴾ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي

ابھی اُس کی بجلی کی کوند[1] لیجائے آنکھوں کو ف۸۵ اللہ بدلتا ہے رات اور دن کو ف۸۶ اس میں دھیان کرنے کی جگہ ہے آنکھ

الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰى

والوں کو ف۸۷ اور اللہ نے بنایا ہر پھرنے والے کو ایک پانی سے[2] ف۸۸ پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنے پیٹ پر ف۸۹ اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤں

رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓى اَرْبَعٍ ؕ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾ لَقَدْ

پر ف۹۰ اور کوئی ہے کہ چلتا ہے چار پر ف۹۱ بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے ف۹۲ ہم نے

اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ

اُتاریں آیتیں کھول کھول کر بتلانیوالی اور اللہ چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر ف۹۳ اور لوگ کہتے ہیں ہمنے مانا اللہ کو اور

بِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى

رسول کو اور حکم میں آگئے پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ اُن میں سے اِس کے پیچھے اور وہ لوگ نہیں ماننے والے ف۹۴ اور جب اُن کو بلائیے اللہ

اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ

اور رسول کی طرف کہ اُن میں فیصلہ چکائے تبھی ایک فرقہ کے لوگ اُن میں مُنہ موڑتے ہیں اور اگر اُن کو کچھ پہنچتا[3] ہو تو چلے آئیں اُس کی طرف

مُذْعِنِيْنَ ﴿۴۹﴾ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ

قبول کر کر ف۹۵ کیا اُنکے دلوں میں روگ ہے ف۹۶ یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ بے انصافی کریگا اُن پر اللہ اور اس کا رسول کچھ نہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ ع ۱۶ الثلثة

وہی لوگ بے انصاف ہیں ف۹۷ ایمان والوں کی بات یہی تھی[4] کہ جب بلائیے اُنکو اللہ اور رسول کی طرف فیصلہ کرنے کو اُن میں تو

يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾

کہیں ہمنے سُن لیا اور حکم مان لیا اور وہ لوگ کہ انہی کا بھلا ہے ف۹۸

(۸۳) بادلوں کے نظام میں اللہ کی نشانیاں | یعنی ابتداء میں بادل کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اُٹھتے ہیں پھر مل کر بڑا بادل بن جاتا ہے۔ پھر بادلوں کی تہ پر تہ جمادی جاتی ہے۔

(۸۴) پہاڑ اور اولے | یعنی جیسے زمین میں پتھروں کے پہاڑ ہیں، بعض سلف نے کہا کہ اسی طرح آسمان میں اولوں کے پہاڑ ہیں۔ مترجم رحمہ اللہ نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے۔ لیکن زیادہ راجح اور قوی یہ ہے کہ "سماء" سے بادل مراد ہو۔ مطلب یہ ہے کہ بادلوں سے جو کثیف اور بھاری ہونے میں پہاڑوں کی طرح ہیں، اولے برساتا ہے جس سے بہتوں کو جانی یا مالی نقصان پہنچ جاتا ہے اور بہت سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ مشہور ہے کہ اولے کی چھال بیل کے ایک سینگ پر پڑتی ہے اور دوسرا سینگ خشک رہ جاتا ہے۔

(۸۵) برق کی چمک | یعنی بجلی کی چمک اس قدر تیز ہوتی ہے کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں، قریب ہے کہ بینائی جاتی رہے۔

[1] چمک۔ [2] حق ملتا ہے۔ [3] ہے ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۸۶) **دن اور رات کی تبدیلی** یعنی دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن اُسی کی قدرت سے آتا ہے۔ وہ ہی کبھی رات کو کبھی دن کو گھٹاتا بڑھاتا رہتا ہے اور اُن کی گرمی کو سردی سے، سردی کو گرمی سے تبدیل کرتا ہے۔

(۸۷) **قدرت کے ان مظاہر کا مطالبہ** یعنی چاہئے کہ قدرت کے ایسے عظیم الشان نشانات دیکھ کر آدمی بصیرت و عبرت حاصل کرے اور اُس شہنشاہ حقیقی کی طرف سچے دل سے رجوع ہو جس کے قبضہ میں ان تمام تصرفات و تقلبات کی باگ ہے۔

(۸۸) اس کے لئے سترہویں پارہ کے تیسرے رکوع میں آیت "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" کا فائدہ دیکھنا چاہئے۔

(۸۹) جیسے سانپ اور مچھلی۔

(۹۰) جیسے آدمی اور طیور۔

(۹۱) جیسے گائے بھینس وغیرہ۔

(۹۲) یعنی کسی جانور کو چار سے زائد پاؤں دیے ہوں تو بعید نہیں، اس کی لامحدود قدرت و مشیت کو کوئی محصور نہیں کر سکتا۔

(۹۳) **ھدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے** یعنی آیات تکوینیہ و تنزیلیہ تو اس قدر واضح ہیں کہ انہیں دیکھ کر اور سُن کر چاہئے کوئی آدمی نہ بہکے لیکن سیدھی راہ پر چلتا وہ ہی ہے جسے خدا تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق دی ہو۔ لاکھوں آدمی یہ کھُلی کھُلی نشانیاں دیکھتے ہیں پر نتیجہ کے اعتبار سے اُن کا دیکھنا نہ دیکھنا برابر ہے۔

(۹۴) **منافقین کا بیان** یہ منافقین کا ذکر ہے۔ وہ زبان سے دعوئے ایمان و اطاعت کا کیا کرتے تھے اور جب عمل کا وقت آتا تو پھر جاتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کے دلوں میں شروع سے ایمان و انقیاد موجود ہی نہ تھا۔ جو کچھ زبانی جمع خرچ تھا امتحان و ابتلاء کے وقت اس کی بھی قلعی کھُل جاتی تھی۔

(۹۵) **منافقین کی ہوا پرستی** یعنی اگر ان کا جھگڑا کسی سے ہو گیا اور سمجھتے ہوں کہ ہم ناحق پر ہیں، اس وقت اگر دوسرا فریق کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چل کر اس معاملہ کو طے کرا لو تو یہ منافق رضامند نہیں ہوتے، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ حضور یقیناً بلا رورعایت حق کے موافق فیصلہ کریں گے جو اُن کے مفاد کے خلاف پڑیگا۔ حالانکہ پہلے سے یہ دعویٰ کر رہے تھے کہ ہم اللہ و رسول پر ایمان لانے اور اُن کا حکم ماننے کو تیار ہیں۔ اب وہ دعویٰ کہاں گیا۔ ہاں فرض کیجئے اگر کسی معاملہ میں حق ان کی جانب ہو تو اس وقت بہت جلدی سے گردنیں جھکا کر بارگاہ نبوت میں حاضر ہو جائیں اور فیصلہ کا انحصار حضور کی ذات مبارک پر کر دینگے۔ کیونکہ سمجھتے ہیں عدالت سے ہمارے موافق فیصلہ ہو گا۔ تو یہ ایمان و اسلام کیا ہوا، محض ہوا پرستی ہوئی۔

(۹۶) روگ یہ کہ خدا و رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہیں چھوڑتی کہ کہے پر چلیں۔ جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور پاؤں نہیں اُٹھتا۔

(۹۷) یعنی خدا و رسول کی بابت کوئی دھوکہ لگا ہوا ہے اور حضورؐ کی صداقت یا اللہ کے وعد و وعید میں کوئی شک و شبہ ہے؟ یا یہ گمان ہے کہ اللہ اور اُس کا رسول اُن کے معاملات کا خلاف انصاف فیصلہ کرینگے؟ اس لئے اُن کی عدالت میں مقدمہ لیجانے سے کتراتے ہیں۔ سو یاد رکھو وہاں تو ظلم و بے انصافی کا احتمال ہی نہیں۔ ہاں خود ان ہی لوگوں نے ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے۔ چاہتے ہیں کہ اپنا حق پورا وصول کر لیں اور دوسروں کا ایک پیسہ نہ دیں۔ اسی لئے اُن معاملات کو خدائی عدالت میں لانے سے گھبراتے ہیں جن میں سمجھتے ہیں کہ رسول کا منصفانہ فیصلہ ہمارے مطلب کے خلاف ہو گا۔ یہ تو منافقین کا ذکر تھا آگے ان کے بالمقابل مخلصین کی اطاعت و فرمانبرداری کو بیان فرماتے ہیں۔

(۹۸) **مومنین کا طریقہ** یعنی سچے مسلمان کا کام یہ ہوتا ہے اور یہ ہونا چاہئے کہ جب کسی معاملہ میں اُن کو خدا و رسول کی طرف بُلایا جائے خواہ اُس میں بظاہر اُن کا نفع ہو یا نقصان۔ ایک منٹ کا توقف نہ کریں فی الفور "سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا" کہہ کر حکم ماننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اسی میں

Brought To You By www.e-iqra.info

اُن کی اصلی بھلائی اور حقیقی فلاح کا راز مضمر ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ

اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اُسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ سے اور بچکر چلے اُس سے سو وہی لوگ ہیں مُراد کو پہنچنے والے ف۹۹ اور قسمیں کھاتے ہیں اللہ کی اپنی

اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾

تاکید کی قسمیں کہ اگر تو حکم کرے تو سب کچھ چھوڑ کر نکلجائیں تو کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکمبرداری چاہئے جو دستور ہے[۲] البتہ اللہ کو خبر ہے جو تم کرتے ہو ف۱۰۰

قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَاِنْ

تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم منہ پھیروگے تو اُس[۳] کا ذمہ ہی جو بوجھ اس پر رکھا اور تمہارا ذمہ ہی جو بوجھ تم پر رکھا اور اگر

تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۵۴﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا

اس کا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام لانیوالیکا ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر ف۱۰۱ وعدہ کر لیا اللہ نے اُن لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے ہیں اور کئے ہیں

الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ

انہوں نے نیک کام البتہ پیچھے[۴] حاکم کردیگا انکو ملک میں جیسا حاکم کیا تھا اُن سے اگلوں کو اور جادیگا اُن کے لئے دین اُن کا

الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ

جو پسند کر دیا اُنکے واسطے اور دیگا اُن کو اُن کے ڈر کے بدلے میں امن میری بندگی کرینگے شریک نہ کرینگے میرا کسی کو ف۱۰۲ اور جو کوئی

كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾

ناشکری کریگا اِسکے پیچھے سو وہی لوگ ہیں نافرمان ف۱۰۳

(۹۹) یعنی جو فی الحال فرمانبردار ہو، گذشتہ تقصیرات پر نادم ہو کر اور خدا سے ڈر کر توبہ کرے اور آئندہ بُرے راستہ سے بچ کر چلے، اُسی کے لئے دنیا و آخرت کی کامیابی ہے۔

(۱۰۰) **منافقوں کی جھوٹی قسمیں** | یعنی منافقین بڑی سخت تاکیدی قسمیں کھا کر آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں کہ ہم کو آپ حکم دیں تو سب گھر بار چھوڑ کر خدا کے راستہ میں نکلجانے کے لئے تیار ہیں ذرا حضورؐ اشارہ فرمائیں تو سب مال و دولت اللہ کے راستہ میں لٹا کر الگ ہو جائیں اس پر فرمایا کہ اس قدر منہ بھر کر لمبی چوڑی قسمیں کھانے کی ضرورت نہیں۔ تمہاری فرمانبرداری کی حقیقت سب معلوم ہو چکی کہ زبان سے دعوے بہت کیا کرتے ہو۔ اور عمل کا وقت آئے تو آہستہ سے کھسک جاتے ہو۔ چاہئے کہ سچے مسلمانوں کے دستور کے موافق حکمبرداری کر کے دکھلاؤ زبانی قسمیں کھانے سے کوئی فائدہ نہیں۔ فرض کرو تم قسمیں کھا کر بندوں کو اپنی بات کا یقین دلا دو لیکن اللہ کے آگے کسی کی چالاکی اور فریب نہیں چل سکتا۔ وہ تو تمام ظاہر اور پوشیدہ باتوں کی خبر رکھتا ہے۔ آگے چل کر تمہاری مکاری اور نفاق کا پردہ فاش کر دیگا۔

(۱۰۱) **قبول حق کی ذمہ داری پوری کرو** | یعنی پیغمبر پر خدا کی طرف سے تبلیغ کا بوجھ رکھا گیا ہے، سو اُس نے پوری طرح ادا کر دیا۔ اور تم پر جو بوجھ ڈالا گیا وہ تصدیق و قبول حق کا ہے، اور یہ کہ اُس کے ارشاد کے موافق چلو۔ اگر تم اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے اس کے احکام کی تعمیل کرو گے

[۱] سخت [۲] دستور کے موافق۔ [۳] رسول کا۔ [۴] بعد کو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

تو کامیابی دارین کی راہ پاؤ گے اور دنیا و آخرت میں خوش رہو گے ورنہ پیغمبر کا کچھ نقصان نہیں، تمہاری شرارت و سرکشی کا خمیازہ تم کو ہی بھگتنا پڑیگا۔ پیغمبر تو اپنا فرض ادا کر کے عند اللہ اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو چکے۔ آگے اطاعت رسول کے بعض ثمرات بیان فرماتے ہیں جن کا سلسلہ دنیا ہی میں شروع ہو جائیگا۔

(۱۰۲) **صحابہ کرام سے حکومت کا وعدہ** یہ خطاب فرمایا حضرت کے وقت کے لوگوں کو یعنی جو اُن میں اعلیٰ درجہ کے نیک اور رسول کے کامل متبع ہیں رسول کے بعد اُن کو زمین کی حکومت دیگا اور جو دین اسلام خدا کو پسند ہے اُن کے ہاتھوں سے دنیا میں اس کو قائم کریگا۔ گویا جیسا کہ لفظ استخلاف میں اشارہ ہے وہ لوگ محض دنیوی بادشاہوں کی طرح نہ ہونگے۔ بلکہ پیغمبر کے جانشین ہو کر آسمانی بادشاہت کا اعلان کرینگے اور دین حق کی بنیادیں جمائیں گے اور خشکی و تری میں اس کا سکہ بٹھلا دیں گے۔ اس وقت مسلمانوں کو کفار کا خوف مرعوب نہ کریگا۔ وہ کامل امن و اطمینان کے ساتھ اپنے پروردگار کی عبادت میں مشغول رہیں گے اور دنیا میں امن و امان کا دور دورہ ہوگا۔ ان مقبول و معزز بندوں کی ممتاز شان یہ ہوگی کہ وہ خالص خدائے واحد کی بندگی کریں گے جس میں ذرہ برابر شرک کی آمیزش نہ ہوگی۔ شرک جلی کا تو وہاں ذکر کیا ہے شرک خفی کی ہوا بھی اُن کو نہ پہنچے گی۔ صرف ایک خدا کے غلام ہونگے، اُسی سے ڈریں گے اُسی سے اُمید رکھیں گے۔ اسی پر بھروسہ کریں گے اُسی کی رضا میں اُن کا جینا اور مرنا ہوگا۔ کسی دوسری ہستی کا خوف و ہراس اُن کے پاس نہ پھٹکے گا۔ نہ کسی دوسرے کی خوشی ناخوشی کی پروا کرینگے۔

اس وعدے کا ایفاء الحمد للہ کہ یہ وعدہ الٰہی چاروں خلفاء رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں پر پورا ہوا۔ اور دنیا نے اس عظیم الشان پیشین گوئی کے ایک ایک حرف کا مصداق اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ خلفائے اربعہ کے بعد بھی کچھ بادشاہان اسلام وقتاً فوقتاً اس نمونہ کے آتے رہے اور جب اللہ چاہے گا آئندہ بھی آئیں گے۔ احادیث سے معلوم ہوا کہ آخری خلیفہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ ہونگے جن کے متعلق عجیب و غریب بشارات سنائی گئی ہیں۔ وہ خدا کی زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے اور خارق عادت جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ سے اسلام کا کلمہ بلند کریں گے۔ اَللّٰھُمَّ احْشُرْنَا فِیْ زُمْرَتِہٖ وَارْزُقْنَا شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ اِنَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَۃِ وَذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (تنبیہ)

خلفائے اربعہ کی فضیلت اس آیت استخلاف سے خلفائے اربعہ کی بڑی بھاری فضیلت و منقبت نکلتی ہے ابن کثیر نے اس کے تحت میں عہد نبوت سے لے کر عہد عثمانی تک کی فتوحات کو درجہ بدرجہ بیان کیا ہے اور آخر میں یہ الفاظ لکھے ہیں وَحُبِّیَ الْخَرَاجُ مِنَ الْمَشَارِقِ وَالْمَغَارِبِ اِلٰی حَضْرَۃِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، وَذٰلِکَ بِبَرَکَۃِ تِلَاوَتِہٖ وَدَرْسِہٖ وَجَمْعِہٖ الْاُمَّۃَ عَلٰی حِفْظِ الْقُرْاٰنِ وَلِھٰذَا ثَبَتَ فِی الصَّحِیْحِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَاَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا وَسَیَبْلُغُ مُلْکُ اُمَّتِیْ مَا زُوِیَ لِیْ مِنْھَا وَفِیْھَا نَحْنُ نَتَقَلَّبُ فِیْمَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ فَنَسْاَلُ اللّٰہَ الْاِیْمَانَ بِہٖ وَبِرَسُوْلِہٖ وَالْقِیَامَ بِشُکْرِہٖ عَلَی الْوَجْہِ الَّذِیْ یُرْضِیْہِ عَنَّا۔"

(۱۰۳) یعنی ایسے انعامات عظیمہ کے بعد ناشکری کرنا بہت ہی بڑے نافرمان اور سیکڑ مجرم کا کام ہے حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جو کوئی خلفائے اربعہ کی خلافت۔ (اور اُن کے فضل و شرف) سے منکر ہوا ان الفاظ سے اس کا حال سمجھا گیا۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ

اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم پر چلو رسول کے تاکہ تم پر رحم ہو ﴿۱۰۴﴾ نہ خیال کر کہ یہ جو

Brought To You By www.e-iqra.info

صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ

سے پہلے اور جب اُتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر میں اور عشاء کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت

عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ

بدن کھلنے کے ہیں تمہاری ف۱۰۷ کچھ تنگی نہیں تم پر اور نہ اُن پر ان وقتوں کے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے کے پاس ف۱۰۸

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾ وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ

یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے اور جب پہنچیں لڑکے تم میں کے عقل کی حد

فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۹﴾

کو تو اُنکو ویسی ہی اجازت لینی چاہئے جیسے لیتے رہے ہیں اُن سے اگلے ف۱۰۹ یوں کھول کر سناتا ہے اللہ تم کو اپنی باتیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے

(۱۰۴) **حصول رحمت کا طریقہ** | یعنی خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو تم بھی اُن ہی مقبول بندوں کی روش اختیار کرو۔ وہ روش یہ ہی ہے نمازیں قائم کرنا، زکوٰۃ دیتے رہنا اور تمام شعب زندگی میں رسول کے احکام پر چلنا۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا مُتَابَعَةَ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَوَفَّنَا عَلَيْهِ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ۔ آمین۔

(۱۰۵) **کفار کا ٹھکانہ** | یہ نیک بندوں کے بالمقابل مردود و مغضوب لوگوں کا انجام بتلایا۔ یعنی جبکہ نیکوں کو ملک کی حکومت اور زمین کی خلافت عطا کیجاتی ہے، کافروں اور بدکاروں کی ساری مکاریاں اور تدبیریں شکست ہو جاتی ہیں۔ اللہ کے ارادہ کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اگر تمام خدائی میں اِدھر اُدھر بھاگتے پھریں تب بھی وہ خدائی سزا سے اپنے کو نہیں بچا سکتے۔ یقیناً اُن کو جہنم کے جیلخانہ میں جانا پڑیگا۔

(۱۰۶) **اجازت لینے کا مسئلہ** | یعنی لونڈی غلام، چار رکوع پہلے مسئلہ استیذان (اجازت لینے) کا ذکر تھا۔ یہ اُسی کا تتمہ ہے۔ درمیان میں خاص خاص مناسبتوں سے دوسرے مضامین آ گئے۔

(۱۰۷) ان تین وقتوں میں عموماً زائد کپڑے اُتار دیے جاتے ہیں یا سونے جاگنے کا لباس تبدیل کیا جاتا ہے اور بیوی کے ساتھ مخالطت بھی بیشتر ان ہی اوقات میں ہوتی ہے کبھی فجر سے قبل یا دوپہر کے وقت آدمی غسل کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی مطلع نہ ہو۔ اس لئے حکم دیا کہ ان تین وقتوں میں نابالغ لڑکوں اور لونڈی غلام کو بھی اجازت لے کر آنا چاہئے۔ باقی وقتوں میں ان کو اجانب کی طرح اجازت طلب کرنے کی حاجت نہیں۔ الّا یہ کہ کوئی شخص اپنی مصلحت سے دوسرے اوقات میں بھی استیذان کی پابندی عائد کر دے۔

(۱۰۸) **استیذان سے مستثنیٰ اوقات** | یعنی اوقات مذکورہ بالا کو چھوڑ کر باقی جن اوقات میں عادۃً ایک دوسرے کے پاس بے روک ٹوک آتے جاتے ہیں اُن میں نابالغ لڑکوں یا لونڈی غلام کو ہر مرتبہ اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسا پابند کرنے میں بہت تنگی اور

ف۱ بلوغ۔ ف۲ بلوغ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کاروبار کا تعطل ہے جو حق تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے۔

(۱۰۹) **نابالغ لڑکوں کا حکم** یعنی لڑکا جب تک نابالغ ہے تین وقتوں کے سوا باقی اوقات میں بلا اجازت لئے آجا سکتا ہے جس وقت حد بلوغ کو پہنچا پھر اُس کا حکم اُن ہی مردوں جیسا ہوگیا جو اس سے پہلے بالغ ہو چکے ہیں۔ اور جن کا حکم پیشتر آیت "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا" میں گذر چکا ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ

اور جو بیٹھ رہی ہیں گھر میں تمہاری عورتوں میں سے جنکو توقع نہیں رہی نکاح کی اُن پر گناہ نہیں کہ اُتار رکھیں اپنے کپڑے یہ نہیں

مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِیْنَةٍ ؕ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۶۰﴾ لَیْسَ عَلَى الْاَعْمٰى

کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے اُنکے لئے ف۱۱۱ اور اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے ف۱۱۱ نہیں ہے اندھے پر کچھ

حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِیْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُیُوْتِكُمْ

تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ف۱۱۲ اور نہیں تکلیف تم لوگوں پر کہ کھاؤ اپنے گھروں سے

اَوْ بُیُوْتِ اٰبَآىِٕكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ

یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائی کے گھر سے یا اپنی بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا

بُیُوْتِ عٰمّٰتِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِیْقِكُمْ ؕ لَیْسَ عَلَیْكُمْ

اپنی پھوپی کے گھر سے یا اپنے ماموں کے گھر سے یا اپنی خالہ کے گھر سے یا جس گھر کی کنجیوں کے تم مالک ہو یا اپنے دوست کے گھر ف۱۱۳ نہیں گناہ تم

جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِیَّةً مِّنْ عِنْدِ

پر کہ کھاؤ آپس میں مل کر یا جُدا ہو کر پھر جب کبھی جانے لگو گھروں میں تو سلام کہو اپنے لوگوں پر نیک دعا ہے اللہ کے یہاں

اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَیِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ ع

سے برکت والی ستھری یوں کھولتا ہے اللہ تمہارے آگے اپنی باتیں تاکہ تم سمجھ لو ف۱۱۴

(۱۱۰) **بوڑھی عورتوں کا پردہ** حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی بوڑھی عورتیں گھر میں تھوڑے کپڑوں میں رہیں تو درست ہے اور پورا پردہ رکھیں تو اور بہتر" اور گھر سے باہر نکلتے وقت بھی زائد کپڑے مثلاً برقع وغیرہ اُتار دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ بشرطیکہ اُس زینت کا اظہار نہ ہو جس کی چھپانے کا حکم آیت وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ الخ میں دیا جا چکا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جوان عورتوں کے ستر کے متعلق قرآن کریم کا منشاء کیا ہے۔

(۱۱۱) **اللہ پردے کی باتیں بھی جانتا ہے** یعنی یہ تو فتنہ کی روک تھام کے ظاہری انتظامات ہیں باقی پردہ کے اندر جو باتیں کی جاتی ہیں اور فتنے اٹھائے جاتے ہیں، یاد رہے کہ خدا تعالیٰ اُن سب کو سنتا اور جانتا ہے۔ اسی کے موافق ہر ایک سے معاملہ کریگا۔

(۱۱۲) **معذوروں کے لئے احکام میں رعایت** یعنی جو کام تکلیف کے ہیں وہ اُن کو معاف ہیں مثلاً جہاد، حج، جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزیں۔ (کذا فی الموضح) یا یہ مطلب ہے کہ ان معذور و محتاج لوگوں کو تندرستوں کے ساتھ کھانے میں کچھ حرج نہیں۔ جاہلیت میں اس

Brought To You By www.e-iqra.info

قسم کے محتاج و معذور آدمی اغنیاء اور تندرستوں کے ساتھ کھانے سے رُکتے تھے انہیں خیال گزرتا تھا کہ شاید لوگوں کو ہمارے ساتھ کھانے سے نفرت ہو اور ہماری بعض حرکات و اوضاع سے ایذاء پہنچتی ہو، اور واقعی بعضوں کو نفرت و وحشت ہوتی بھی تھی۔

معذوروں کے ساتھ صحابہ کرام کا متقیانہ طریقہ نیز بعض مومنین کو غایت اتقاء سے یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے معذوروں اور مریضوں کی ساتھ کھانے میں شاید اصول عدل و مساوات قائم نہ رہ سکے۔ اندھے کو سب کھانے نظر نہیں آتے لنگڑا ممکن ہے دیر میں پہنچے اور مناسب نشست سے نہ بیٹھ سکے۔ بیمار کا تو پوچھنا ہی کیا ہے اس بناء پر ساتھ کھلانے میں احتیاط کرتے تھے کہ اُن کی حق تلفی نہ ہو۔ دوسری ایک اور صورت پیش آتی تھی کہ یہ معذور و محتاج لوگ کسی کے پاس گئے، وہ شخص استطاعت نہ رکھتا تھا، ازراہ بے تکلفی ان کو اپنے باپ بھائی، بہن، چچا ماموں وغیرہ کسی عزیز و قریب کے گھر لے گیا۔ اس پر ان حاجتمندوں کو خیال ہوتا تھا کہ ہم تو آئے تھے اس کے پاس، یہ دوسرے کے ہاں لے گیا۔ کیا معلوم وہ ہمارے کھلانے سے کارِہ اور ناخوش تو نہیں۔ ان تمام خیالات کی اصلاح آیت حاضرہ میں کر دی گئی کہ خواہی نہ خواہی اس طرح کے اوہام و وساوس میں مت پڑو۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں وسعت رکھی ہے پھر تم خود اپنے اوپر تنگی کیوں کرتے ہو۔

(۱۱۳) یعنی تمہارے زیر تصرف دیدیا گیا ہو۔ مثلاً کسی نے اپنی چیز کا وکیل یا محافظ بنا دیا اور بقدر معروف اُس میں سے کھانے پینے کی اجازت دے دی۔

(۱۱۴) **گھر والوں کے ساتھ کھانے پینے کے آداب** یعنی اپنایت کے علاقوں میں کھانے کی چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہیں۔ نہ کھانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے۔ مگر عورت کا گھر اگر اُس کے خاوند کا ہو۔ اُس کی مرضی حاصل کرنی چاہئے۔ اور مل کر کھاؤ یا جُدا یعنی اس کی تکرار دل میں نہ رکھے کہ کس نے کم کھایا کس نے زیادہ۔ سب نے مِل کر پکایا سب نے مل کر کھایا۔ اور اگر ایک شخص کی مرضی نہ ہو تو پھر کسی کی چیز کھانی ہرگز درست نہیں۔ اور تقید فرمایا سلام کا آپس کی ملاقات میں۔ کیونکہ اس سے بہتر دعاء نہیں۔ جو لوگ اس کو چھوڑ کر اور الفاظ گھڑتے ہیں اللہ کی تجویز سے اُن کی تجویز بہتر نہیں ہو سکتی۔ (تنبیہ) آیت سے تنہا کھانے کا جواز بھی نکلا۔ بعض حضرات کو لکھا ہے کہ جب تک کوئی مہمان ساتھ نہ ہو کھانا نہ کھاتے تھے۔ معلوم ہوا یہ غلو ہے۔ البتہ اگر کئی کھانے والے ہوں اور اکھٹے بیٹھ کر کھائیں تو موجب برکت ہوتا ہے کما ورد فی الحدیث۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا

ایمان والے وہ ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور جب ہوتے ہیں اُسکے ساتھ کسی جمع ہونے کے کام میں تو چلے نہیں جاتے

حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ

جب تک اُس سے اجازت نہ لیلیں جو لوگ تجھ سے اجازت لیتے ہیں وہی ہیں جو مانتے ہیں اللہ کو اور اُسکے رسول کو ف۱۱۵ پھر جب اجازت مانگیں

لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾

تجھ سے اپنے کسی کام کے لئے تو اجازت دے جس کو اُن میں سے تو چاہے اور معافی مانگ اُنکو واسطے اللہ سے اللہ بخشنے والا مہربان ہے ف۱۱۶

لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ

مت کرو تم بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اُسکے جو بلاتا ہے تم میں ایک دوسرے کو ف۱۱۷ اللہ جانتا ہے اُن لوگوں کو تم میں سے جو سرک جاتے ہیں

لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾

آنکھ بچا کر ف۱۱۸ سو ڈرتے رہیں وہ لوگ جو خلاف کرتے ہیں اُس کے حکم کا اس سے کہ آپڑے اُن پر کچھ خرابی یا پہنچے اُن کو عذاب دردناک ف۱۱۹

ف۱ سمجھو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قَدْ یَعْلَمُ مَآ اَنْتُمْ عَلَیْهِ ؕ وَیَوْمَ یُرْجَعُوْنَ اِلَیْهِ

سُنتے ہو اللہ ہی کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں اور زمین میں اُس کو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن پھیرے جائینگے اُس کی طرف

فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾

تو بتائیگا اُن کو جو کچھ اُنہوں نے کیا اور اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے ف۱۲۰

(۱۱۵) **صحابہ کرام کو اجازت دینے کا حکم** اُوپر کی آیتوں میں آنے کے وقت استیذان (اجازت طلب کرنے) کا ذکر تھا۔ یہاں جانے کے وقت استیذان کی ضرورت بتلائی ہے۔ یعنی پورے ایمان والے وہ ہیں جو رسول کے بُلانے پر حاضر ہوتے ہیں اور جب کسی اجتماعی کام میں شریک ہوں مثلاً جمعہ، عیدین، جہاد اور مجلس مشاورت وغیرہ میں تو بدون اجازت کے اُٹھ کر نہیں جاتے۔ یہ ہی لوگ ہیں جو کامل اور صحیح معنی میں اللہ اور رسول کو مانتے ہیں۔

(۱۱۶) یعنی غور و فکر کے بعد جس کو مناسب سمجھیں اجازت دیدیں۔ اور چونکہ اس اجازت پر عمل کرنا بھی فی الجملہ صحبت نبوی سے حرمان اور صورۃً تقدیم الدنیا علی الدین کا شائبہ اپنے اندر رکھتا ہے، اس لئے اُن مخلصین کے حق میں استغفار فرمائیں۔ تاکہ آپ کے استغفار کی برکت سے اس نقص کا تدارک ہو سکے۔

(۱۱۷) **آنحضرتؐ کا لوگوں کو بُلانا** یعنی حضرت کے بُلانے پر حاضر ہونا فرض ہو جاتا ہے۔ آپ کا بُلانا اوروں کی طرح نہیں کہ چاہے اس پر لبیک کہے یا نہ کہے۔ اگر حضورؐ کے بُلانے پر حاضر نہ ہو تو آپ کی بددُعاء سے ڈرنا چاہیئے۔ کیونکہ آپ کی دعاء معمولی انسانوں جیسی نہیں۔ نیز مخاطبات میں حضور کے ادب و عظمت کا پورا خیال رکھنا چاہیئے

آنحضرتؐ کا خاص ادب عام لوگوں کی طرح "یا محمد" وغیرہ کہہ کر خطاب نہ کیا جائے بلکہ "یا نبی اللہ" اور "یا رسول اللہ" جیسے تعظیمی القاب سے پکارنا چاہیئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "حضرت کے بُلانے سے فرض ہوتا تھا حاضر ہونا جس کام کو بلائیں۔ پھر یہ بھی تھا کہ وہاں سے بے اجازت اٹھ کر چلے نہ جائیں۔ اب بھی سب مسلمانوں کو اپنے سرداروں کے ساتھ یہ برتاؤ کرنا چاہیئے۔

(۱۱۸) **مجلس نبویؐ میں منافقین کا رویہ** یہ منافقین تھے جن کو مجلس نبوی میں بیٹھنا اور پند و نصیحت سُننا شاق گذرتا تھا وہ اکثر موقع پاکر اور آنکھ بچاکر مجلس سے بلا اجازت کھسک جاتے تھے۔ مثلاً کوئی مسلمان اجازت لے کر اُٹھا، یہ بھی اُس کی آڑ میں ہو کر ساتھ ساتھ چل دیے اُس کو فرمایا کہ تم پیغمبر سے کیا چھپاتے ہو، خدا تعالیٰ کو تمہارا سب کا حال معلوم ہے۔

(۱۱۹) یعنی اللہ و رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں اُن کے دلوں میں کفر و نفاق وغیرہ کا فتنہ ہمیشہ کے لئے جڑ نہ پکڑ جائے۔ اور اس طرح دنیا کی کسی سخت آفت یا آخرت کے دردناک عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ (العیاذ باللہ)

(۱۲۰) **اللہ کا علم محیط** یعنی ممکن ہے مخلوق سے آنکھ بچاکر کوئی کام کر گزرو۔ لیکن حق تعالیٰ سے تمہارا کوئی حال پوشیدہ نہیں رہ سکتا نہ اس کی زمین و آسمان میں سے نکل کر کہیں بھاگ سکتے ہو۔ وہ جس طرح تمہارے احوال موجودہ سے باخبر ہے ایسے ہی اُس دن کی کیفیت مجازات سے بھی پُورا آگاہ ہے۔ جب تمام مخلوق حساب و کتاب کے لئے اُس کی طرف لوٹائی جائے گی اور ہر ایک کے سامنے اس کا ذرّہ ذرّہ عمل کھول کر رکھ دیا جائیگا۔ ایسے علیم الکل اور مالک الکل کی سزا سے مجرم کس طرح اپنے کو بچا سکتا ہے۔

تمّ سورۃ النُّور بفضل اللہ وتوفیقہٖ، اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قلوبنا بالایمانِ والاحسانِ ونَوِّرْ قبورنا واتمِمْ لنا نورنا واغفِرْ لنا انّکَ علیٰ کلِّ شیءٍ قدیرٌ وبالاجابۃ جدیرٌ۔

Brought To You By www.e-iqra.info